احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

بدھ 20۔اکتوبر 2010ء

روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

بدھ 20/اکتوبر 2010ء 11ذیقعد 1431 ہجری 20 اخاء 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 216

نعم البدل

حضرت عمرؓ کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کے شوہر حضرت خنیسؓ بن حذافہ نے احد میں شرکت کے بعد ایک زخم کی وجہ سے مدینہ میں وفات پائی۔ حضرت عمرؓ کو اپنی جواں سال بیوہ ہونے والی بیٹی کے لئے طبعاً پریشانی تھی انہوں نے ازخود اپنی بیٹی کا رشتہ اپنے قریب ترین اور قابل اعتماد دوستوں حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوبکرؓ کے سامنے پیش کیا۔ حضرت عثمانؓ نے تو یہ کہہ کہ معذرت کرلی کہ فی الوقت ان کا شادی کا ارادہ نہیں۔ مگر حضرت ابوبکرؓ نے خاموشی اختیار کی جو حضرت عمرؓ کو ناگوار گزری بعد میں حضرت ابوبکرؓ نے ان کو بتایا کہ چونکہ خود رسول کریم ﷺ ان کے ساتھ حضرت حفصہؓ کو عقد میں لینے کا ذکر فرما چکے تھے اس لئے افشائے راز کی بجائے خاموشی ہی مناسب تھی۔ یہ بات حضرت عمرؓ کے لئے باعث تسکین ہوئی۔ یوں رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کی بیوہ حضرت حفصہؓ کو عقد میں لے کر اپنے عزیز دوست حضرت عمرؓ کی پریشانی بھی دور فرمائی۔

(بخاری کتاب النکاح باب عرض الانسان ابنتہ حدیث نمبر 4728)

اخلاق عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت مسیح موعود نے بہت سے سفر اس غرض سے اختیار کئے کہ آپ حضرت اماں جان کو ان کے والدین سے ملانے کیلئے ان جگہوں پر لے کر گئے جہاں ان دنوں حضرت میر ناصر نواب صاحب کا قیام ہوتا تھا۔ چنانچہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سے بیان کیا کہ جس جس جگہ حضرت والد صاحب (یعنی حضرت میر ناصر نواب صاحب) کا قیام ہوتا تھا وہاں حضرت مسیح موعود بھی عموماً تشریف لایا کرتے تھے مثلاً انبالہ چھاؤنی، لدھیانہ، پٹیالہ، فیروزپور چھاؤنی میں آپ تشریف لے گئے تھے۔ حضرت میر صاحب نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ عام طور پر تو حضور حضرت میر ناصر نواب صاحب کے گھر پر ہی رہائش رکھتے تھے مگر جب حضور کے پاس آنے والے احباب کی کثرت ہوئی تو انبالہ میں ایک مرتبہ کچھ وقت کے لئے اور لدھیانہ میں کئی مرتبہ ایک بڑا مکان جو حضرت میر صاحب کے رہائشی مکان سے ملحق تھا حضور نے کرایہ پر لیا اور حضرت میر صاحب کے افراد خانہ اس بڑے مکان میں حضور کے ساتھ آجاتے تھے اور میر صاحب کا مکان بطور مردانہ استعمال ہوتا تھا۔

(سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر 422ص382)

حضرت مسیح موعود نے اپنے بعض خطوط میں بھی ایسے سفروں کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ 19/جون 1887ء کو حضرت منشی رستم علی صاحب کے نام اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں:

''اس وقت میں انبالہ چھاؤنی کی طرف روانہ ہوتا ہوں۔ کیونکہ میر ناصر نواب صاحب لکھتے ہیں کہ میرے گھر کے لوگ سخت بیمار ہیں زندگی سے ناامیدی ہے۔ ان کی لڑکی کی اپنی والدہ سے ایسے وقت میں ملاقات ہو جانی چاہئے۔ سو میں آج لے کر اسی وقت روانہ ہوتا ہوں''۔ (مکتوبات احمد جلد 2مکتوب نمبر 72صفحہ 506)

نیز 27/اکتوبر 1889ء کو لدھیانہ سے حضور نے حضرت منشی رستم علی صاحب کے نام خط میں تحریر فرمایا:

''یہ خط میں آپ کو لدھیانہ سے لکھتا ہوں میری روانگی کے وقت آپ کا خط معہ مبلغ دس روپیہ قادیان میں مجھ کو ملا تھا مگر افسوس کہ میں اس دن ایک تشویش کی حالت میں لدھیانہ کی طرف تیار تھا اس لئے آپ کی فرمائش پر عمل کرنے سے مجبور رہا اسی دن لدھیانہ سے خط پہنچا تھا کہ میر ناصر نواب صاحب کے گھر کے لوگ سخت بیمار ہیں اور انہوں نے میرے گھر کے لوگوں کو بلایا تھا کہ خط دیکھتے ہی چلے آؤ۔ وقت بہت تنگ تھا اس وجہ سے بندوبست جلد بھیجنے کا نہ کر سکا اور افسوس رہا اب شاید ایک ہفتہ تک لودھیانہ میں ہوں۔...... جس وقت میں قادیان میں آؤں اس وقت آپ کسی پہنچانے والے کا بندوبست کر کے مجھ کو اطلاع دیں۔ میں حلوہ تیار کرا کر بھیج دوں گا''۔ (مکتوبات احمد جلد 2صفحہ 566مکتوب نمبر 164)

ہفتہ تعلیم القرآن

❁ سال 2010ء کا چوتھا ہفتہ تعلیم القرآن 5 تا 11 نومبر 2010ء کو منانے کا پروگرام ہے۔ تمام امراء، صدران و سیکرٹریان تعلیم القرآن سے گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں حسب پروگرام ہفتہ تعلیم القرآن منائیں۔ ''ہفتہ قرآن'' کا مختصر پروگرام درج ذیل ہے۔ مقامی حالات کے مطابق اس میں بہتر تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

❁ دوران ہفتہ نماز تہجد سے آغاز اور نماز باجماعت کے قیام کو یقینی بنایا جائے، ہر فرد جماعت روزانہ کم از کم دو رکوع تلاوت کر کے ترجمہ بھی پڑھے۔ مورخہ 5 نومبر 2010ء کا خطبہ جمعہ قرآن کریم کے فضائل و برکات، تعلیم القرآن اور ہماری ذمہ داریوں کے متعلق دیا جائے۔

❁ دوران ہفتہ عہدیداران (خصوصاً سیکرٹری تعلیم القرآن) گھروں کا دورہ کر کے احباب جماعت کا جائزہ لیں کہ ہر فرد جماعت روزانہ تلاوت قرآن کریم کرے خصوصاً کمزور اور سست افراد سے رابطہ کر کے روزانہ تلاوت قرآن کریم کی اہمیت کی طرف توجہ دلائیں۔

❁ سیکرٹری تعلیم القرآن اس امر کا جائزہ لیں کہ آپ کی جماعت میں جو ابھی تک ناظرہ قرآن نہیں جانتے ان کو قرآن پڑھانے کا فوری انتظام کریں۔ ناظرہ نہ جاننے والوں کی ایک معین فہرست تیار کر کے ان کو مستقل بنیادوں پر قرآن کریم پڑھانا شروع کریں۔

❁ ناظرہ قرآن کلاسز اور ترجمہ قرآن کلاسز کا جائزہ لیں، اس میں بھرپور حاضری کی کوشش کریں، اگر کلاسز نہیں ہو رہیں تو ہفتہ کے دوران جاری کریں۔

باقی صفحہ 11 پر

خصوصاً واقفین نو کے لئے

سیرۃ النبی ﷺ از شمائل الترمذی

قسط نمبر 4

رسول ﷺ کے لباس کا بیان

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ قمیص تھی۔

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ قمیص رسول اللہ ﷺ کا سب سے زیادہ پسندیدہ لباس تھا۔

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو کپڑوں میں جو آپؐ پہنتے تھے سب سے زیادہ پسندیدہ قمیص تھی۔

حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی قمیص کی آستین کلائی اور ہاتھ کے جوڑ تک ہوتی تھی۔

معاویہ بن قُرّۃ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں قبیلہ مزینہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ حاضر ہوا۔ تاکہ ہم آپؐ کی بیعت کریں اور آپؐ کی قمیص کھلی ہوئی تھی یا یہ کہا کہ قمیص کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔ تو میں نے اپنا ہاتھ آپؐ کی قمیص کے گریبان میں ڈالا اور مہر کو چھوا۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت اسامہ بن زیدؓ کا سہارا لئے ہوئے باہر تشریف لائے۔ آپؐ نے قِطری چادر اوڑھی ہوئی تھی۔

(قطری چادر کی ایک قسم کا نام ہے جس میں سرخ دھاریاں ہوتی ہیں اور اس میں نقش بھی ہوتے ہیں اور کپڑا ذرا کھردرا ہوتا ہے۔ لیکن بعض شارحین کے مطابق بحرین کی طرف سے آنے والے عمدہ جوڑوں کو قطری کہتے ہیں۔ ازہری کے مطابق بحرین میں ایک بستی تھی جس کا نام قطر تھا۔ وہاں سے یہ چادریں آتی تھیں)۔

آپؐ نے وہ کندھوں پر ڈالی ہوئی تھی۔ پھر آپؐ نے صحابہ کو نماز پڑھائی۔

عبداللہ بن حمید نے کہا کہ محمد بن فضل نے بتایا کہ مجھ سے یحییٰ بن معین نے اس حدیث کے بارے میں پوچھا جونہی وہ میرے پاس بیٹھے تو میں حدیث سنانے لگا کہ ہم سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا۔ اس پر انہوں نے کہا کاش آپ (زبانی بتانے کی بجائے) اپنی کتاب سے سناتے۔ پس میں کھڑا ہوا تا کہ اپنی کتاب نکال کر لاؤں۔ تو انہوں نے میرا کپڑا پکڑ لیا اور کہا: یہ تو مجھے لکھواتے جاؤ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ کہیں آپ سے پھر ملاقات نہ ہو (تو اس حدیث سے محروم رہ جاؤں گا) چنانچہ میں نے انہیں وہ لکھوادی۔ پھر میں نے اپنی کتاب نکالی اور ان کے سامنے پڑھا۔

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا لباس زیب تن فرماتے تو اس کا نام لیتے مثلاً عمامہ یا قمیص یا چادر پھر دعا کرتے کہ اے اللہ! تو ہی تمام تعریف کا مستحق ہے کیوں کہ تو نے مجھے یہ کپڑا پہنایا۔ میں تجھ سے اس کی خیر چاہتا ہوں اور وہ خیر جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے اور میں تجھ سے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور اس شر سے بھی جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو تمام کپڑوں سے جو آپ زیب تن فرماتے تھے زیادہ پسندیدہ دھاری دار یمنی چادر تھی۔

حضرت ابو جُحَیفہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سرخ لباس زیب تن فرمائے ہوئے دیکھا اور آپؐ کی پنڈلیوں کی چمک گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں۔ سفیان کہتے ہیں میرا خیال ہے وہ دھاری دار چادر تھی۔

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے لوگوں میں کبھی بھی کسی کو سرخ جوڑے میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ بڑھ کر حسین نہیں دیکھا۔ آپؐ کے بال کندھوں کے قریب پہنچ رہے تھے۔

حضرت ابورمثہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دو سبز چادروں میں ملبوس دیکھا۔

حضرت قیلہ بنت مخرمہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دو پرانی چادروں میں ملبوس دیکھا جو زعفران میں رنگی ہوئی تھیں مگر وہ چادریں زعفران کا رنگ چھوڑ بیٹھی تھیں۔ حدیث میں لمبا واقعہ بیان ہوا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفید لباس پہنا کرو۔ تمہارے زندہ بھی یہ پہنیں اور اپنے مردوں کو بھی اسی میں کفناؤ کیونکہ یہ تمہارا بہترین لباس ہے۔

حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفید لباس پہنا کرو کیونکہ یہ زیادہ پاک وصاف ہوتا ہے اور اس میں اپنے مُردوں کو کفنایا کرو۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک صبح باہر تشریف لے گئے آپؐ نے سیاہ بالوں کی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔

عروہ بن مغیرہ بن شعبہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک رومی جبہ زیب تن فرمایا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔

رسول اللہ ﷺ کے رہن سہن کا بیان

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ آپؓ کتان کے دو سرخ رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

(کتّان: ایک عمدہ قسم کے کپڑے کا نام ہے۔ یہ ایک قسم کا کپڑا ہے جو Flax سے بنتا ہے)۔

ان میں سے ایک سے انہوں نے ناک صاف کیا اور کہنے لگے۔ واہ، واہ ابو ہریرہ کتان کے کپڑے سے ناک صاف کر رہا ہے۔ مجھے وہ نظارہ یاد ہے جب میرا یہ حال ہوتا تھا کہ میں منبر رسول اللہ ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے درمیان غش کھا کر گر جاتا۔ کوئی آنے والا آکر میری گردن پر پاؤں رکھ دیتا اور سمجھا جاتا کہ مجھے جنون ہے۔ حالانکہ مجھے کوئی جنون نہ تھا۔ وہ تو صرف بھوک تھی۔

حضرت مالک بن دینارؒ روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی پیٹ بھر کر روٹی اور گوشت تناول نہیں فرمایا۔ سوائے ضَفَف کے وقت۔ مالک کہتے ہیں: میں نے ایک بدوی سے ضَفَف کے معنی پوچھے تو اس نے بتایا لوگوں کے ساتھ مل کر کھانا۔

رسول اللہ ﷺ کے موزوں کے بارے میں بیان

ابن بُریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نجاشی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دو سیاہ رنگ کے سادہ موزوں کا تحفہ پیش کیا۔ آپؐ نے انہیں پہنا پھر وضو کیا اور ان پر مسح فرمایا۔

مغیرہ بن شعبہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت دحیہؓ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دو موزوں کا نذرانہ پیش کیا۔ آپؐ نے انہیں پہنا۔ اسرائیل جابر سے اور وہ عامر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک جبّہ بھی پیش کیا تھا۔ آپؐ ان دونوں کو استعمال فرماتے رہے یہاں تک کہ وہ پھٹ گئے۔ نبی کریم ﷺ کو علم نہ تھا کہ وہ (موزے) جس جانور کی کھال کے تھے اسے ذبح کیا گیا تھا یا نہیں۔

☆......☆......☆

اُمہات المومنینؓ

بانوانِ[1] مِلکِ عفت اُمہات المومنینؓ
آبروئے دین و ملت اُمہات المومنینؓ
محسناتِ آدمیت، اُمہات المومنینؓ
حجلہ آرایانِ رفاقت اُمہات المومنینؓ
حق گزارانِ رفاقت اُمہات المومنینؓ
راز دارانِ رسالتؐ اُمہات المومنینؓ
سر تاپا رُشد و ہدایت اُمہات المومنینؓ
سر تاپا صبر و قناعت اُمہات المومنینؓ
سربسر خلق و مروت اُمہات المومنینؓ
سر بسر تمکین و عظمت اُمہات المومنینؓ
ہوں خدیجہؓ، عائشہؓ، سودہؓ کہ حفصہؓ، ہیں سبھی
پاک دامن، پاک سیرت اُمہات المومنینؓ
زینبینؓ اور ام سلمہ الغرض ہیں سب کی سب
نیک خصلت، نیک طینت اُمہات المومنینؓ
تُو ہے تائب اُن کا بیٹا اور پھر مدحت سرا
رکھ ہی لیں گی تیری عزت اُمہات المومنینؓ

حفیظ تائب

1 شہزادیاں

(اردو ڈائجسٹ اپریل 2007ء صفحہ 86)

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم محمد لقمان صاحب

درود شریف کے فضائل اور اس کی برکات

ہمارے سید و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ الوہیت کے مظہر اتم ہیں۔ آپؐ خدا کے نور سے دنیا میں آئے اور آپؐ کے آنے سے خدا کا نور دنیا میں پھیلا ہے۔ آپؐ پر درود و سلام بھیجنا۔ دراصل اس نور خداوندی کی اشاعت کی دعا ہے جو آپؐ کے ذریعہ دنیا میں آیا۔

رسول کریم ﷺ پر درود بھیجنا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور نہ صرف اہل ایمان کو ایسا کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ اظہار بھی فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنا۔ خود اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کا پاک فعل ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد پاک ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے اس نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اس پر درود اور سلام بھیجو۔ (الاحزاب)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہیں فرمایا۔ لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے۔ یعنی آپؐ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیروں تھی۔ اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی آپؐ کی روح میں وہ صدق وصفا تھا اور آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں۔

درود پڑھنا ایک عظیم کام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:۔

قرآن کریم میں بیشمار احکام ہیں جن کے کرنے کا حکم ہے اور ان پر عمل کرنے کے نتیجے میں کیا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بن جاؤ گے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے وارث ٹھہرو گے، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے بن جاؤ گے، جہنم سے بچائے جاؤ گے، جنت میں داخل ہو گے، یہاں یہ حکم ہے کہ یہ اتنا بڑا اور عظیم کام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو بھی اس کام پر لگایا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ خود بھی اپنے پیارے نبی ﷺ پر درود بھیجتا ہے۔ اس لئے یہ ایسا عمل ہے۔ جس کو کرکے تم اس عمل کی پیروی کر رہے ہو یا اس کام کی پیروی کر رہے ہو جو خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ تو جب اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حکموں پر عمل کرنے سے اتنے بڑے اجروں سے نوازتا ہے تو اس کام کے کرنے سے جو خود خدا تعالیٰ کرتا ہے کس قدر نوازے گا۔ یہ یقیناً خالص ہو کر بھیجا گیا درود (-) کی اصلاح کا باعث بھی بنے گا، (-) کو رسوائی سے بچانے کا باعث بھی بنے گا اور ہماری دعاؤں کی قبولیت کا بھی ذریعہ بنے گا، ہمیں دجال کے فتنوں سے بچانے کا ذریعہ بھی بنے گا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 فروری 2006ء)

درود پڑھنے والے کا اجر

جب آنحضرت ﷺ کا ایک ادنیٰ غلام بارگاہ الٰہی میں آنحضرت ﷺ کے لئے درود پیش کرتا ہے۔ تو اس کی یہ عرضداشت نہ صرف قبولیت کا شرف پاتی ہے بلکہ یہ عرضداشت پیش کرنے والا خود بھی اس درود پاک کے فیض سے محروم نہیں رہتا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں مجھ سے قریب تر وہ شخص ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والا ہوگا۔ (جامع ترمذی)

آپؐ نے فرمایا قیامت کے دن لوگ بہت مصیبت میں مبتلا ہوں گے میں سب سے پہلے درود پڑھنے والے کی سفارش کروں گا۔ (مشارق الانوار)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص ایک دن میں ہزار بار مجھ پر درود بھیجے گا وہ اسی زندگی میں جنت کے اندر اپنا مقام دیکھ لے گا۔

(الترغیب والترہیب)

سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

’’درود شریف کے طفیل۔ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت ﷺ کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جاکر آنحضرت ﷺ کے سینہ میں جذب ہو جاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر ان کی لا انتہا نالیاں ہو جاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔ درود شریف کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اس عرش کو حرکت دینا ہے، جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا فیض حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھے تاکہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔

فرمایا: ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجے تھے صلی اللہ علیہ وسلم‘‘۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم)

فرمایا: میں نے دیکھا کہ دو سقے یعنی ماشکی آئے اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راہ سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں...... یعنی یہ اس وجہ سے ہے جو تو نے محمد ﷺ پر درود بھیجا۔ ناقل (حقیقۃ الوحی)

جمعہ کے دن کثرت سے درود پڑھنے کی تاکید

جمعہ کے دن کو ہفتہ کے باقی ایام کی نسبت فضیلت حاصل ہے اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن کو قبولیت دعا کے حوالے سے بھی خاص مقام حاصل ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اپنے ماننے والوں کو جمعہ کے روز درود شریف کی طرف بھی خصوصی توجہ دلائی۔

حضرت اوسؓ بن سمعان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا ہے۔ اس روز مجھ پر کثرت سے درود بھیجو۔ کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔

(سنن ابوداؤد)

آپؐ کو سلام پہنچتا ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے زمین میں ادھر ادھر پھرتے رہتے ہیں اور یہ فرشتے میری امت کے افراد کا مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔ (روضۃ المتقین)

سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

ہمارے سید و مولیٰ ﷺ سب سے اعلیٰ مرتبہ پر آسمان میں جس سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ نہیں تشریف فرما ہیں۔ عند سدرۃ المنتھی۔ بالرفیق الاعلیٰ اور (-) کے سلام وصلوۃ برابر آنحضرتؐ کے حضور میں پہنچائے جاتے ہیں۔ ...... (ازالہ اوہام)

آپؐ سلام کا جواب دیتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے (-) کو یہ تلقین نہیں فرمائی کہ وہ آنحضرت ﷺ پر درود وسلام بھیجے بلکہ رسول اکرم ﷺ کا خدا یہ اہتمام بھی فرماتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اس سلام کا جواب دیں۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح مجھے لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اسے جواب دیتا ہوں۔

(سنن ابوداؤد)

قبولیت دعا کا ذریعہ

ہمارے پیارے سید و مولیٰ نے (-) کو ہدایت فرمائی تھی کہ مجھے تم وسیلہ کے طور پر پالو۔ چنانچہ آپؐ پر درود بھیجنا قبولیت دعا کا ایک اہم وسیلہ قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت عمر ابن الخطابؓ روایت فرماتے ہیں کہ دعا اس وقت تک آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اور ذرا بھی نہیں چڑھتی جب تک تو اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیج لے۔ (جامع ترمذی)

حضرت فضالہؓ بن عبید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو اپنی نماز میں دعا کرتے ہوئے سنا کہ اس نے اللہ کی حمد بیان کی اور نہ آپؐ پر درود بھیجا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس نے بڑی جلدی کی، پھر اسے بلایا اور اس سے یا کسی اور سے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اپنے رب کی حمد وثنا سے ابتداء کرے۔ پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے پھر جو چاہے دعا کرے۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

’’رسول اللہ ﷺ کی محبت کے ازدیاد اور تجدید کے لئے ہر نماز میں درود شریف کا پڑھنا ضروری ہو گیا تاکہ اس دعا کی قبولیت کے لئے استقامت کا ایک ذریعہ ہاتھ آئے۔ درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے، بکثرت پڑھو، مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ ﷺ کے حسن اور احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپؐ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپؐ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔ قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں۔ اول ان کنتم تحبون اللہ ...... دوم یایھا الذین آمنوا صلوا علیہ ...... سوم موہبت الٰہی‘‘۔

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد 3)

بہترین وظیفہ

آجکل کے دور میں عام (-) میں سے کثیر تعداد پیری فقیری کے گورکھ دھندوں میں الجھ کر رہ گئی ہے اور ان نام نہاد فقیروں اور پیروں کی پیروی میں لوگ مختلف وظائف پڑھ رہے ہوتے ہیں یا ان وظائف کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہوتے ہیں۔ جبکہ ہمارے سید و مولیٰ اور ہادی برحق پر درود و سلام سے بڑھ کر کوئی وظیفہ یا ورد نہیں۔ اسی لئے حضرت امام الزمان اپنی جماعت کے لوگوں کو اس عظیم وظیفہ کی طرف متوجہ فرماتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک شخص نے بیعت کے بعد عرض کیا کہ حضور مجھے کوئی وظیفہ بتائیں فرمایا نمازوں کو سنوار کر پڑھو کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کنجی ہے اور اس میں ساری لذت اور خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ صدق دل سے روزے رکھو۔ صدقہ خیرات کرو۔ درود و استغفار کرو۔

ایک دوست نے کوئی وظیفہ پوچھا تو فرمایا:

ہمارے ہاں تو کوئی ایسا وظیفہ نہیں ہاں استغفار بہت کیا کریں اور حضرت نبی کریم ﷺ کے احسانات کو یاد کرکے آپ پر کثرت سے درود بھیجا کریں بس یہی وظیفہ ہے۔

ایک مرتبہ حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے بھی حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ کوئی وظیفہ بتائیں تو فرمایا آپ درود شریف پڑھا کریں۔

صرف درود شریف ہی کی دعا مانگنا

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے ایک حدیث میں پڑھا کہ ایک صحابی نے رسول کریم ﷺ کے حضور میں عرض کیا کہ میری ساری دعائیں درود شریف ہی ہوا کریں گی۔ یہ حدیث پڑھ کر مجھے بھی پُرزور خواہش پیدا ہوئی کہ میں بھی ایسا ہی کروں۔ چنانچہ ایک روز جبکہ میں قادیان آیا ہوا تھا اور (بیت) مبارک میں حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر تھا میں نے عرض کیا کہ میری یہ خواہش ہے کہ میں اپنی تمام خواہشوں اور مرادوں کی بجائے اللہ تعالیٰ سے درود شریف ہی کی دعا مانگا کروں۔ حضور نے اس پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور تمام حاضرین سمیت ہاتھ اٹھا کر اسی وقت میرے لئے دعا کی۔

جامع ترمذی میں حضرت ابی بن کعبؓ کی روایت ہے کہ میں نے ایک رات حضور ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ! میں اپنی دعا کا ایک بہت بڑا حصہ حضور ﷺ کے لئے مخصوص کر دیا کرتا ہوں۔ حضور (ﷺ) خود فرمادیں کہ میں اپنی دعا کا کتنا حصہ حضور (ﷺ) کے لئے مخصوص کیا کروں۔ فرمایا جتنا چاہو۔ میں نے عرض کیا ایک چوتھائی؟ فرمایا جتنا چاہو۔ اگر اس سے زیادہ حصہ میرے لئے مخصوص کیا کرو تو زیادہ بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا نصف حصہ؟ فرمایا جتنا چاہو۔ اگر اس سے بھی بڑھا دو تو بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ دو تہائی؟ فرمایا جتنا چاہو اگر اس سے بھی زیادہ کر دو تو اور بھی بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ میں آئندہ اپنی تمام دعا کو حضور (ﷺ) کے لئے ہی مخصوص رکھا کروں گا۔ فرمایا اس میں تمہاری سب ضرورتیں اور حاجتیں آجائیں گی اور اللہ تعالیٰ تمہارے سارے کام درست کر دے گا اور تمہاری ساری مرادیں پوری کر دے گا۔

بہترین درود

یوں تو آنحضرت ﷺ پر درود و سلام بھیجنا ہی بہت ہی بابرکت امر ہے اور خواہ یہ درود و سلام اپنی ہی سادہ مگر پُرخلوص زبان و بیان سے ادا کیا جائے۔ اللہ کے حضور مقبول امر ہے مگر آنحضرت ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے جو درود سکھایا ہے وہ بہرحال تمام درودوں اور سلاموں سے زیادہ بابرکت ہے۔ چنانچہ حضرت کعب بن عجرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم نے یہ تو جان لیا کہ ہم آپؐ پر سلام کس طرح بھیجیں، یہ بتائیں کہ ہم درود کیسے پڑھیں۔ آپؐ نے فرمایا اس طرح کہو:۔

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد ......

سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

جو الفاظ ایک پرہیزگار کے منہ سے نکلتے ہیں ان میں ضرور کسی قدر برکت ہوتی ہے۔ پس خیال کر لینا چاہئے کہ جو پرہیزگاروں کا سردار اور نبیوں کا سپہ سالار ہے۔ اس کے منہ سے جو لفظ نکلے ہیں وہ کس قدر متبرک ہوں گے۔ غرض سب اقسام درود شریف سے یہی درود شریف زیادہ مبارک ہے۔ یہی اس عاجز کا ورد ہے۔ (مکتوبات احمد جلد اول)

شرائط بیعت میں درود شریف کا ذکر

حضرت مسیح موعود نے نہ صرف درود و سلام کی طرف توجہ دلائی ہے بلکہ درود شریف کے ورد کو اپنی بیعت کی شرائط میں شامل فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

''سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول (ﷺ) کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہرروزہ ورد بنائے گا۔

پس درود شریف آنحضرت ﷺ کی ستائش اور آپؐ کے احسانات پر شکرگزاری کا ذریعہ بھی ہے۔

اور آنحضرت ﷺ کے حق میں اظہار عظمت و جلال اور ترقی مدارج اور حصول مقاصد میں کامیابی کے لئے اور آپؐ پر انوار کے نزول کے لئے اللہ کے حضور دعا بھی ہے۔

یہ درود شریف ایک ادنیٰ غلام کی طرف سے اپنے آقا کو ہدیہ سلام بھی ہے اور اللہ کے فعل پاک سے ہم آہنگ ہونے کا باعث بھی۔ اس بابرکت درود کے نتیجے میں انسان کی روحانیت بھی سنورتی ہے اور اس کے پاک ورد سے جسمانی عوارض سے نجات بھی عطا ہوتی ہے۔ یہ درود شریف ہی تو ہے جو انسان کے روحانی مدارج میں ترقی کا ذریعہ عظیم ہے اور یہ درود ایسا بابرکت ورد ہے جس کے ذریعہ ایک بندہ مومن اپنے نبی پاک ﷺ کا دیدار کر سکتا ہے۔

پس درود شریف کی برکات ان گنت اور اس کے فضائل لامحدود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں تکرار کے ساتھ اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں احسن رنگ میں درود پاک کی طرف متوجہ ہونے اور اس کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے نتیجے میں اپنی رحمتوں، برکتوں اور فضلوں سے ہماری جھولیاں بھر دے۔

بالوں کی شکایات

بال انسانی شخصیت کے نکھار میں اہم کردار ادا کرتے ہیں، لیکن ان کے بھی مسائل ہوتے ہیں جنہیں دور کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ان میں ذیل کے مسائل بہت عام ہیں:

خشکی

خشکی یا بھوسی یہ دراصل مردہ جلد کی پرتیں ہوتی ہیں۔ یہ بالوں میں اور کپڑوں پر بھی نظر آتی ہیں۔ اس خشکی یا بھوسی کے اسباب کا ابھی تک کھوج نہیں لگ سکا ہے۔ ایک تحقیق جو سامنے آئی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ایک قسم کی پھپھوندی ہوتی ہے۔

خشکی یا بھوسی:

متعدی (چھوت دار) نہیں ہوتی۔ اس کے علاج کے سلسلے میں وہ شیمپو مؤثر ثابت ہوتے ہیں جن میں سیلی سایلک ایسڈ، جست (زنک) ٹار یا سیلی نیئم سلفائڈ شامل ہوتے ہیں۔ ان کے استعمال سے بھوسی کم ہو جاتی ہے۔ شیمپو بالوں میں لگاتے وقت پانچ منٹ تک اس کا جھاگ بالوں کی جڑوں اور سر کی کھال میں اچھی طرح لگانا چاہئے، بلکہ سر کی جلد کو زخمی کئے بغیر بھوسی کی تہہ کو کھرچ دینا چاہئے، تاکہ بھوسی جلد سے الگ ہو جائے۔ اس کے بعد بال اچھی طرح دھو لینے چاہئیں۔ شیمپو سے فائدہ نہ ہونے کی صورت میں معالج سے مشورہ کرنا چاہئے۔

بھوسی کے علاوہ بالوں کو جوؤں سے نجات دلانے کے لئے نیم کے بیجوں کا تیل بھی مفید ثابت ہوتا ہے۔ سوتے وقت ایک چائے کا چمچ یہ تیل چائے کے تین چمچے کھوپرے کے تیل میں ملا کر سر میں لگا کر صبح کسی نرم صابن یا بے بی سوپ سے دھو لینا چاہئے۔ یہ عمل ایک دن کے ناغے سے پانچ مرتبہ کرنا چاہئے۔ تیل کی جگہ باریک پسی ہوئی نیمولیاں لگانا بھی مفید ثابت ہوتا ہے۔

ان کے علاوہ سر میں لیموں کا رس انڈے کی سفیدی میں ملا کر لگانے سے بھی فائدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح سر میں ترش دہی لگا کر کچھ دیر بعد بال دھونا بھی مفید ہوتا ہے۔ جنوبی ہند میں بھگوئی ہوئی املی کا پانی بھی مؤثر سمجھا جاتا ہے۔ نیز حیاتین الف کا استعمال بھی مفید ہوتا ہے۔

بالوں کا ٹوٹنا

بالوں میں بعض اوقات ابھار سے بننے لگتے ہیں جس سے وہ موٹے ہو کر ٹوٹنے لگتے ہیں۔ بعض اوقات یہ تبدیلی سر کی کھال کے قریب پیدا ہو جاتی ہے جس سے بال لمبے نہیں ہو پاتے۔ اسی طرح بالوں کے آخری سرے پھٹ کر دو شاخہ بھی ہو جاتے ہیں۔ یہ شگاف بالوں کی جڑوں تک بھی پہنچ جاتا ہے۔

بالوں کے ٹوٹنے کا ایک بڑا سبب تیز کیمیکلز پر مشتمل دواؤں کا استعمال بھی ہوتا ہے، جیسے شیمپو یا تیز قسم کے صابن وغیرہ، ان میں قدرتی اجزا کی جگہ کیمیکلز شامل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ بالوں میں بار بار برش یا کنگھی پھیرنے سے بھی یہ ٹوٹنے لگتے ہیں۔ خاص طور پر گھونگھریالے یا موٹے بالوں میں تیز دندانوں والے کنگھے یا برش کے پھیرنے سے ان کی تعداد کم ہونے لگتی ہے۔ اس عمل سے کھوپڑی کی کھال کو نقصان پہنچتا ہے جس سے بال بھی متاثر ہوتے ہیں۔

ہمارے جسم کا ایک اہم غدود تھائیرائیڈ ہے۔ خون میں اس کے رساؤ یا رطوبت کی کمی اور نقص تغذیہ سے بھی بال ٹوٹتے ہیں۔ ایسی صورت میں غذائی اصلاح اور دوائی علاج ضروری ہوتے ہیں جس کے لئے معالج سے مشورہ ضروری ہوتا ہے۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ بالوں کی صحت کے لئے متوازن اور درست غذا کا استعمال بہت ضروری ہوتا ہے۔

بالوں کا جھڑنا

بالوں کا جھڑنا خلاف معمول نہیں ہوتا۔ روزانہ ہر شخص کے سر سے اوسطاً 100 بال جھڑتے رہتے ہیں۔ جن کی جگہ نئے بال لیتے رہتے ہیں۔ مرض کی صورت میں بال جھڑنے کی رفتار زیادہ تیز ہوتی ہے۔ چنانچہ بالوں کے جھڑنے سے چندیا نکل آتی ہے۔ کیوں کہ جھڑنے والے بالوں کی جگہ نئے بال نہیں اگتے۔ بعض اوقات گنج کی یہ کیفیت عارضی ہوتی ہے اور بسا اوقات یہ مستقل بھی ہو جاتی ہے۔ اس میں موروثی اثرات کا بھی بڑا دخل ہوتا ہے۔ سر کی چوٹ اور ذہنی دباؤ سے بھی یہ شکایت پیدا ہو سکتی ہے۔ معالج سے مشورہ ضرور کر لینا چاہئے۔ اس کا سب سے مؤثر علاج یہی ہے کہ سر پر بال ٹکوا لئے جائیں جو ایک مہنگا علاج ہے۔

یہاں ایک بار پھر یہ بتانا ضروری ہے۔ کہ صحیح غذا اور باقاعدہ ورزش سے جب جسم صحت مند اور توانا رہتا ہے تو بال بھی صحت مند اور توانا رہتے ہیں۔ بال بھی قدرت کی ایک نعمت ہے۔ اسلام میں ان کی صفائی بھی دانتوں کی صفائی کی طرح اہمیت رکھتی ہے۔

(ہمدرد صحت نومبر 2007ء)

میرے خاوند محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب

محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ

جو اس دنیا میں رہ کر اپنی زندگی میں نمایاں قربانیاں کرے، جو دین اور دنیا کو فائدہ پہنچانے والی ہوں تو ایسی ہستیاں مرنے کے بعد بھی زندہ رہتی ہیں اور ان کی قربانیوں کو دیکھ کر اگلی نسل ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتی ہے۔ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم ومغفور بھی ایسے ہی لوگوں میں سے تھے۔ آپ یکم اگست 1924ء کو پیدا ہوئے اور اپنی زندگی وقف کر کے قادیان میں حضرت مصلح موعود کی خواہش کے مطابق قربانیاں کرتے ہوئے 29/اپریل 2007ء کو اپنے پیارے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔

16/اکتوبر 1952ء کو ان کی شادی خاکسار سے ہوئی۔ یہ رشتہ بھی عجیب طرح طے ہوا کہ ابا جان (حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب) کی وفات سے چند ماہ قبل حضرت اماں جان حضرت مصلح موعود کی طرف سے رشتہ لے کر آئیں۔ ابا جان نے سن کر یہ کہا کہ میری بیٹیاں حضرت خلیفۃ المسیح کے سپرد ہیں جوان کا منشا ہو میں راضی ہوں اس پر۔ پس اس طرح یہ رشتہ طے ہو گیا۔

پارٹیشن کے بعد حضور کی منشاء کے مطابق آپ قادیان میں آئے اور پھر اکتوبر 1952ء میں پندرہ دن کے پرمٹ پر ربوہ آئے تو شادی ہوئی۔ شادی کے دس دن بعد میرے کچھ کاغذات شیخوپورہ سے حاصل کرنے تھے۔ جس کے لئے ہم شیخوپورہ گئے واپسی پر نصف رستہ میں حضور کی دوسری گاڑی ملی جس میں ان کی والدہ اور بھائی بیٹھے تھے۔ انہوں نے حضرت مصلح موعود کا خط ان کو دیا۔ جس میں تحریر تھا کہ جہاں تمہیں یہ خط ملے واپس لاہور چلے جانا کیونکہ یہ اطلاع ملی ہے کہ تمہیں یہاں روک لیا جائے گا اس لئے فوراً لاہور پہنچ کر جہاز کی سیٹ کراؤ اگر سیٹ نہ ملے تو چارٹر جہاز کرا کر بھی جانا پڑے تو چلے جانا کیونکہ اگر تم یہاں رہ گئے تو مجھے ڈر ہے کہ قادیان خالی نہ ہو جائے۔ حضور کی چٹھی پڑھ کر اطاعت کے ساتھ فوراً گاڑی مڑ والی اور لاہور کی طرف روانہ ہو گئے ایک غم تھا کہ جاتے ہوئے ابا جان سے نہ مل سکوں گا یہ اس بیٹے کی محبت تھی جو قربانی کر کے قادیان میں ٹھہرا ہوا تھا اور چند دن کے لئے آیا تھا۔ صبح ہوئی ابھی دس نہیں بجے تھے کہ حضرت مصلح موعود اور حضرت چھوٹی آپا لاہور پہنچ گئے۔ حضور نے فوری طور پر میاں مظفر احمد صاحب کو بلایا جب معلوم ہوا کہ یہ صرف افواہ ہے۔ میاں مظفر احمد صاحب نے حضور کو تسلی دلائی کہ پانچ دن رہ گئے ہیں اپنے وقت پر قادیان جائیں۔ چنانچہ 25/اکتوبر 1952ء کو یہ واپس قادیان کے لئے روانہ ہوئے۔ حضور خود ایئر پورٹ پر چھوڑنے گئے اور جب تک جہاز جاتا نظر آتا رہا دیکھتے رہے۔ معلوم ہوتا تھا کہ حضور کو سکون مل گیا کہ قربانی کرنے والا بیٹا منزل مقصود پر پہنچ گیا۔

خاکسار پاسپورٹ سسٹم جاری ہونے کے بعد آپ کے ساتھ مارچ 1953ء میں قادیان آئی۔ اس وقت قادیان میں تھوڑی سی عورتیں تھیں آپ نے مجھے پہلی نصیحت یہی کی کہ دیکھو تم سب کو چھوڑ کر آئی ہو۔ اب یہاں کے لوگ سب تمہارے بہن بھائی ہیں۔ ان کے ساتھ محبت سے رہنا۔ ہر ایک کے ساتھ اچھا تعلق رکھنا۔ ہر ایک کے دکھ سکھ میں شامل ہونا۔ الحمدللہ ان کی اس نصیحت پر عمل کیا اور کر رہی ہوں۔

آپ کی طبیعت نہایت سادہ تھی اور یہی سادگی اور خاکساری آپ مجھ سے بھی چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار۔ اس کی عبادت میں شروع سے میں نے ان کو بہت باقاعدہ پایا۔ نماز باجماعت میں بہت باقاعدہ تھے۔ بہت لمبا عرصہ خود نماز باجماعت پڑھاتے رہے۔ رمضان المبارک میں نمازوں کا الگ ہی رنگ ہوتا تھا۔ ہر وقت باوضو رہنے کی عادت تھی۔ میرے سامنے ابتداء میں کئی بار مشکلات کے دن آئے لیکن آپ نے مستقل مزاجی سے کام لیا۔ ایک موقع پر جب حکومت کا خیال تھا کہ درویشوں کو کالج کے ہوسٹل میں منتقل کر دیا جائے۔ مردوں اور عورتوں کو نصیحت کی پھر گھر آ کر کہنے لگے دیکھو ہو سکتا ہے۔ یہ مجھ پر ہاتھ ڈالیں لیکن تم نے ثابت قدم رہنا ہے دعائیں کرنی ہیں رونا دھونا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ آپ کی اور درویشوں کی دعائیں قبول ہوئیں۔ اس کے علاوہ بھی کئی مشکلات کے مواقع پر اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے نظارے میں نے دیکھے۔

نماز باجماعت کے بعد ہمیشہ سنتیں اور وتر گھر آ کر پڑھتے۔ سوائے وفات سے چند سال پہلے کے۔ تلاوت قرآن کریم اور نماز میں قراءت بڑی پیاری آواز سے کرتے۔ آخری بیماری میں بھی نماز باجماعت نہیں چھوڑی۔ بعض وقت تو بیت سے آتے تو اتنا تھکے ہوتے کہ نڈھال ہو کر کرسی پر بیٹھ جاتے اور کہتے کہ اب تم کھانا کھلاؤ مجھ میں طاقت نہیں۔ سفر میں ہمیشہ میں ساتھ رہی۔ مجھے ساتھ بٹھا کر نماز باجماعت پڑھتے۔ جس دن ہسپتال دکھانے لے کر گئے مغرب عشاء کی نماز لیٹے لیٹے ادا کی۔ آپ کا طریق تھا کبھی زیادہ بیمار ہوں اور لیٹے لیٹے نماز پڑھنی ہو مجھے پاس بٹھا لیتے کہ تم تھوڑی تھوڑی دیر بعد اللہ اکبر کہتی رہنا کہیں میں سو نہ جاؤں۔ آخری نماز مغرب وعشاء کی اس طرح ادا کی۔

شادی کے بعد میرا ہر وقت بہت خیال رکھتے تھے۔ کہتے تھے تمہیں نیشنیلٹی مل جائے تو سارے ہندوستان کی سیر کراؤں گا۔ پانچ سال کے بعد جب مجھے نیشنیلٹی مل گئی تو اپنے وعدہ کے مطابق آہستہ آہستہ سارے انڈیا کی سیر کرائی۔ میرے علاوہ تینوں بچیوں کو ان کی شادی سے قبل سارے ملک کی سیر کرا کر ان کو بھجوایا۔ کہتے تھے ان کو یاد رہے کہ ہم کس ملک میں پیدا ہوئے کہاں رہے۔

آپ اپنے سب بچوں سے بہت پیار کرتے تھے اور تینوں بیٹیاں شادی ہو کر دوسرے ملک چلی گئیں۔ جب آتیں تو ان کا پیار دیکھنے والا ہوتا۔ پھر بیٹا بھی پڑھنے باہر چلا گیا۔ آخری عمر میں ہمیشہ مجھے بار بار دعا کے لئے کہتے کہ دعا کرو جب میرا آخری وقت آئے میرے چاروں بچے میرے پاس ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی۔ عزیزہ کوکب اسی دن پہنچی جب ہسپتال گئے ہیں۔ ساری دوپہر اس سے باتیں کیں سب کا حال پوچھا۔ باقی بچے بھی دوسرے دن زندگی میں ہی پہنچ گئے اگرچہ ان کو ہوش نہیں تھا۔ میرے بارے ہمیشہ فکر کا اظہار کرتے۔ الگ الگ بچوں کو نصیحت کی میرے بعد امی کو کوئی تکلیف نہ ہو وغیرہ۔ مجھے بھی یہی نصیحت کی کہ قادیان نہیں چھوڑنا عہد کر لو یہیں رہنا ہے جیسے میرے ساتھ رہی ہو۔

خلافت سے بے انتہا محبت تھی۔ بے ہوش ہونے سے تھوڑی دیر پہلے حضور کا فون آیا۔ خود بات کی حضور نے دوائیاں بتائیں وہ لکھوائیں اس قدر خوش تھے حضور سے بات کر کے۔ پھر مجھے کہنے لگے تمہارے لئے بھی حضور نے دوائی بتائی ہے۔ میرے پوچھنے پر کہ حضور نے خود بات کی ہے۔ خوشی سے کہنے لگے ہاں حضور کا اپنا فون تھا۔

جب جون 1954ء میں حضرت مصلح موعود نے قادیان اور بھارت کی لجنات کا کام خاکسار کے سپرد کیا اور پھر ایسے حالات میں جبکہ پارٹیشن کے بعد تمام جگہوں کا کام بالکل بند ہو چکا تھا۔ میں بہت گھبرائی کہ اتنا بڑا کام کس طرح کروں گی۔ لیکن آپ نے مجھے ہمت دلائی پھر کام کے طریقے آہستہ آہستہ سکھائے۔ یہ احساس نہ ہونے دیا کہ مجھے دفتری کام نہیں آتا۔ قدم قدم پر مجھے کام سمجھا کر میری مدد کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور ان کے حوصلہ دلانے سے مجھے بھارت کا کام 44 سال کرنے کی توفیق ملی۔

اب جب بٹی عزیزہ علیم کے سپرد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پاکستان کی لجنہ کا کام کیا۔ تو آپ نے بہت دعائیں کیں مجھے بھی دعا کے لئے کہتے رہے۔ کہنے لگے پہلے اللہ تعالیٰ کا فضل تمہارے لئے مانگتا تھا۔ اب بیٹی کے لئے دعا کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو اچھے رنگ میں کام سنبھالنے کی توفیق دے۔

مہمان نوازی کا جذبہ بہت تھا۔ مجھے پہلے دن سے ہی تاکید کی جب کوئی مہمان ملنے آئے خواہ مرد ہو یا عورت جو چیز گھر میں ہو بھجوا دیا کرو۔ گرمیوں میں خاص طور پر شربت بنواتے۔ خود شوگر کی وجہ سے نہیں پیتے تھے۔ مگر میرا بنا ہوا شربت پلانے کا شوق تھا۔ شادی کے بعد ابتداء میں پاکستان کا تو رستہ بند تھا غیر ملک سے جو بھی آتا دعوت پر بلاتے تھے اور کہتے کہ کھانا تم نے پکانا ہے۔ جلسہ سالانہ پر بھی غیر ملکی احباب کو کھانے پر مدعو کرتے۔ جب 1992ء میں میری آنکھ کا آپریشن ہوا تو کہنے لگے باہر سے فلاں فیملی آئی ہے تمہیں ڈاکٹر نے چولہے کے پاس جانے سے منع کیا ہے۔ ایسا کرو کچھ پکوا کر مہمانوں کو بھجوا دو۔ الحمدللہ یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

سالہا سال سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامگاہ دار المسیح کا کام کرنے کی خاکسار کو توفیق ملی۔ جلسہ سے قبل جب نیچے دار المسیح کا بند حصہ کھول کر صبح سے رات تک صفائی کرتی۔ مہمانوں کے لئے بستر رکھتی تو بہت زیادہ کام کرتے دیکھ کر کہتے کہ جلسہ آتا ہے تو تمہیں اتنا کام کرتے دیکھ کر مجھے خوشی ہوتی ہے۔ جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے کہ طبیعت بے حد سادہ تھی۔ اکثر کہتے میرا کھانا میز پر رکھ دو میں دفتر سے آ کر کھا لوں گا۔ تم جلسہ کا کام کرو لیکن جب کھانا کھانے بیٹھتے تو مجھے بھی کھانے کے لئے اصرار سے بلاتے۔

چندہ جات میں بہت باقاعدہ تھے۔ خصوصیت سے وصیت کی ادائیگی کی طرف بہت توجہ تھی۔ ہمیشہ خلیفہ وقت کی طرف سے کوئی تحریک ہوتی فوراً چندہ ادا کر کے کہتے دعا کرو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قبول کرے۔ صدقات کثرت سے دیتے۔ تین چار سال سے روزہ نہ رکھ سکتے تھے۔ لیکن رمضان شروع ہوتے ہی اپنا اور میرا فدیہ ادا کر دیتے، میں کہتی میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے روزے رکھ رہی ہوں کہتے فدیہ دینے سے اللہ تعالیٰ روزوں کی توفیق دیتا ہے۔

1991ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع قادیان تشریف لائے۔ میں دہلی نہیں جا سکی تھی۔ حضور کا کھانا میں نے تیار کیا۔ جسے حضور نے بہت پسند کیا اس کا اظہار کرتے ہوئے مجھے حضور کے لئے کچھ کھانا ہر روز تیار کرنے کی ہدایت کی۔ حضور میرا پکا ہوا کھانا نہایت شوق سے تناول فرماتے۔

2005ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز قادیان تشریف لائے اور ماشاء اللہ خاندان مسیح موعود کے افراد بھی کثرت سے تشریف لائے۔ کام اور ذمہ داریاں بہت بڑھ گئیں۔ حضور کا باورچی آیا ہوا تھا لیکن حضور بھی یہاں سے گیا ہوا ڈش بہت پسند کرتے تھے۔ حضور جب واپس گئے تو ہم دونوں دہلی تک اور ایئر پورٹ تک چھوڑنے گئے۔

سفر پر جب بھی ہم جانے لگتے ان کا طریق تھا گھر میں جو بھی ہوتا سب کو بلا کر دعا کراتے صدقہ دے کر گھر سے نکلتے پھر کار میں بیٹھ کر دعا کراتے۔ اپنے کام کی ذمہ داری کو سب سے اہم سمجھتے۔ وقت پر دفتر جاتے۔ اگر کام ختم نہ ہوتو بعض اوقات تین چار بجے گھر آتے۔ ہاتھ میں فائلیں پکڑی ہوتیں اور رات کو بیٹھ کر اپنا کام مکمل کرتے۔ شادی کے بعد اپنے پرسنل خطوط حضرت میاں بشیر احمد صاحب کو، حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ، حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ، حضرت چھوٹی آپا اور اس کے علاوہ بہت سے لوگوں کو لکھنے کے لئے مجھے دیتے۔ اب جبکہ آنکھ کے آپریشن کے بعد میرے لئے لکھنا مشکل ہوگیا تو ہمیشہ کہتے تھے تم میرا نصف کام بٹاتی تھیں لیکن اب مجبوری ہے اللہ تعالیٰ فضل فرمائے تمہاری بینائی جلد ٹھیک ہو۔

لوگ اپنی امانتیں رکھ جاتے آ کر مجھے کہتے میں بھی گواہ ہوں تم بھی گواہ رہنا فلاں کی یہ امانت ہے تم سنبھالو۔ اپنے خاندان والوں کی بے شمار امانتیں رقم کی صورت میں آپ کے پاس تھیں جو کوئی کچھ منگا تا اس کے لفافے میں حساب لکھ کر رکھ دیتے۔ وفات کے بعد ساری واپس کی گئیں۔ حساب میں بہت پختہ تھے۔ ایک ایک پائی کا حساب لکھ کر رکھتے۔ بیوگان اور یتیموں کا بہت خیال رکھتے۔ عید پر ان کے گھروں میں ملنے جاتے ہر ایک کی خوشی غمی میں شریک ہوتے۔

شکار کا بے حد شوق تھا۔ شادی کے بعد مختلف جگہوں پر جہاں شکار کو جاتے مجھے لے کر جاتے۔ بندوق بھی چلواتے۔ جب بچیاں ذرا بڑی ہوئیں تو ان کو بھی ساتھ لے جاتے۔ بچوں کو سائیکل چلانا، تیرنا، کار چلانی سب کچھ سکھایا۔ خود والی بال کے کھلاڑی تھے۔ ابتداء درویشی میں ان کی ٹیم نے کئی جگہ جا کر میچ جیتے۔ آخری عمر میں جب خود نہیں کھیلتے تھے تو نماز عصر کے بعد سیر کو نکل جاتے وہاں سے گراؤنڈ میں بیٹھ کر کھیل دیکھتے جس دن لڑکوں کا میچ ہوتا تو بہت شوق سے دیکھنے جاتے۔

جلسہ سالانہ 2006ء کے بعد مجھے ٹھنڈ لگ جانے سے نمونیہ ہوگیا۔ مجھے جالندھر ہسپتال میں داخل کیا۔ میرے پاس عزیزہ کوکب رہی۔ لیکن روزانہ صبح دفتر کا کام ختم کر کے مجھے دیکھنے آجاتے تھے اور شام کو واپس قادیان جاتے تھے۔ میری بیماری کے دوران خود بھی بہت سخت بیمار ہوگئے لیکن بار بار مجھے ہی کہتے تم اچھی ہو جاؤ۔ لیکن اس بیماری کے بعد آپ کی صحت بہت کمزور ہوگئی۔ لیکن باوجود اس کے 2008ء کے کاموں کا آپ کو بہت احساس رہتا تھا۔

وفات سے آٹھ دن قبل پہلے دن کو تیز بخار چڑھا۔ پھر رات کو دوبارہ چڑھ گیا۔ صبح ٹیسٹ کرانے کے لئے امرتسر ہسپتال لے کر گئے۔ صبح سے شام تک ٹیسٹ ہوتے رہے ڈاکٹر نے کہا کہ سب ٹیسٹ ٹھیک ہیں۔ صرف ایک ٹیسٹ رہ گیا ہے۔ جو کل ہوگا لیکن رات آنے سے قبل شدید گھبراہٹ شروع ہوگئی۔ اسی حالت میں میں نے کھانا کھلانے کی کوشش کی لیکن دو لقمے میرے ہاتھ سے بہت مشکل سے کھائے۔ اس کے بعد یکدم شدید ہارٹ کا اٹیک ہوا اور کومہ میں چلے گئے۔ اس کے بعد ہوش نہیں آئی اور 29/ اپریل 2007ء ساڑھے آٹھ بجے شام کو اپنے حقیقی مولیٰ سے جا ملے۔ مجھے پتہ چلا تو بے اختیار میرے منہ سے حضرت امان جان کے سنے ہوئے الفاظ نکلے کہ میرے مولیٰ یہ تو مجھے چھوڑ کر چلے گئے لیکن تو نہ چھوڑیو۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اور اس کے فضل سے بہت صبر کیا۔ صبح ہی میرے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کا بہت پیار اتسلی دینے والا فیکس ملا۔ جس سے دل کو بہت سکون ملا۔ اللہ تعالیٰ حضور کو ہمارے سروں پر سلامت رکھے جو ہر دم ہمارا خیال رکھتے ہیں۔

آخر میں حضور ایدہ اللہ کے الفاظ میں جو آپ کی وفات کے موقع پر خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمائے اپنے مضمون کو ختم کرتی ہوں۔ حضور ایدہ اللہ نے آپ کے اوصاف کا ذکر کرنے کے بعد یہ بھی فرمایا کہ:

''وہ میرے دست راست تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں میرا سلطان نصیر بنایا ہوا تھا۔''

مکرم زکریا نصر اللہ خان صاحب

میرے شہید دوست برادرم امتیاز احمد صاحب

مورخہ 28 مئی 2010ء کے دن شہادت کا عظیم الشان رتبہ پانے والے 87 ثابت قدم جاں نثاروں میں سے ایک مجاہد وجود، خاکسار کے بچپن کے دوست اور رفیق محترم امتیاز احمد صاحب شہید کا تھا۔ بوقت شہادت آپ خاکسار کے بالکل ساتھ بائیں جانب دارالذکر کے گیٹ پر باہر کی طرف حفاظتی ڈیوٹی پر مقرر تھے جب دشمن نے حملہ کر دیا۔ محض خدا تعالیٰ کی عطا کردہ ہمت وحوصلہ کی بدولت، اپنی جانوں کی پروا کیے بغیر، نہتے ہونے کے باوجود کوئی اپنی جگہ سے نہ ہٹا اور آپ دشمن کی گولیوں کے سامنے سینہ سپر ہو گئے۔ خدائے ذوالجلال کے اس شیر نے بڑی پھرتی دکھاتے ہوئے دشمن کی طرف لپکنے میں پہل کی مگر قادر مطلق کو آپ کی شہادت منظور تھی۔ چنانچہ آپ وہیں پر حملہ کی ابتدا ہی میں گولیوں کی زد میں آ گئے اور شہادت کے منصب پر فائز ہونے والے اولین میں اپنا نام رقم کیا۔

بوقت شہادت آپ کی عمر 33 سال تھی۔ آپ کی ولادت یکم اکتوبر 1976ء کو چوہدری نثار احمد صاحب (حال ڈیفنس لاہور) کے ہاں ہوئی۔ آپ سے بڑے دو بھائی اور تین بہنیں ہیں جبکہ آپ سے ایک بھائی چھوٹا بھی ہے۔ آپ کا آبائی گاؤں 37/12L چیچہ وطنی ساہیوال تھا۔ آپ کے دادا کا نام مکرم چوہدری محمد بوٹا صاحب تھا۔ جبکہ آپ کے نانا مکرم چوہدری شرف دین دارا پوری صاحب تھے۔ جس گھرانے میں آپ نے آنکھ کھولی وہاں احمدیت کا خمیر کوٹ کوٹ کر ہر فرد خاندان میں بفضل خدا تعالیٰ بھرا ہوا تھا اور ہے۔ آپ کا خاندان سلسلہ کی خاطر قربانیاں دینے کا ہنر اچھی طرح سے جانتا ہے اور اس فرض کو عاجزی سے نبھانا بھی۔ آپ کے دادا مکرم چوہدری محمد بوٹا صاحب کی وفات پر جب تدفین ہوئی تو معاندین احمدیت نے مخالفت کا ایک پہاڑ کھڑا کر دیا اور آپ کے خاندان کے دکھ کو بالائے طاق رکھ کر اس شدت سے شور وغل کیا کہ پولیس نے قبر کشائی کی۔ ان کو آپ کے خاندانی رقبہ میں دفنانا پڑا۔ قربانی سے سرشار ایسے خاندان میں پرورش پا کر آپ کا مخلص اور ثابت قدم احمدی بننا ایک فطری عمل تھا۔

خاکسار جب 1987ء میں اپنے والد صاحب محترم چوہدری اعجاز نصر اللہ خان صاحب شہید کے ہمراہ اسلام آباد سے لاہور منتقل ہوا تو اس کے کچھ عرصہ بعد ہی اطفال الاحمدیہ کے اجلاسوں میں شرکت کے دوران شہید دوست سے قربت حاصل ہونا شروع ہوئی اور اس طرح کچھ ہی عرصہ میں یہ قربت گہری دوستی کی شکل اختیار کر گئی۔ خاکسار نے بچپن ہی سے آپ کی شخصیت میں ایک مقناطیسی کشش محسوس کی۔ آپ انتہائی عجز و انکساری سے مسلسل اور انتھک خدمت بجالانے والے وجود تھے۔ آپ کی شخصیت میں ایک پُر وقار ٹھہراؤ تھا۔ چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ سجائے، نیچی نظروں کے ساتھ کلام کرتے تھے۔ سلسلہ کی خدمت بڑی چاہت ومحبت کے ساتھ لگاتار کرتے رہتے تھے اور خاکسار سمیت سب دیکھنے والوں کو یوں معلوم ہوتا گویا اس خدمت کو ہی آپ اپنا اوڑھنا بچھونا اور کھانا پینا خیال کرتے تھے۔ دن ہو یا رات، سردی ہو یا گرمی، خاکسار نے ہمیشہ آپ کو چوکنا اور فریضہ خدمت بجالاتے ہوئے دیکھا۔ خاکسار سمیت آپ اپنے سب رفقاء کے لئے مثالی نمونہ کے طور پر مشہور تھے۔ اپنی جماعتی اور گھریلو ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے۔ آپ کی اس محنت کا ہی خدا تعالیٰ نے ایسا بابرکت صلہ عطا فرمایا کہ آپ مالی طور پر بھی ترقی کرتے چلے گئے اور وہ شخص جو چند سال پہلے محض -/6000 روپے ماہانہ پر ملازمت اختیار کئے ہوئے تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے غیب سے ایسے ان دیکھے رستے کھولے کہ بوقت شہادت آپ اپنے ذاتی کاروبار کے مالک بن چکے تھے اور مالی طور پر مضبوط اور مستحکم حیثیت حاصل کر چکے تھے۔

اپنی مختصر دنیاوی زندگی میں آپ نے دین و دنیا دونوں میں خاطر خواہ ترقی حاصل کی۔ جاں نثاری کا یہ عالم تھا کہ آپ زندگی میں بھی خاکسار آپ کے بارے میں حلفیہ یہ بیان دے سکتا تھا کہ بوقت امتحان آپ صف اول کے مجاہدوں میں شامل ہونے والے مثالی وجود ہوں گے۔ خدام الاحمدیہ میں آپ کو کئی انداز سے خدمات سرانجام دینے کا موقع ملا۔ جن عہدوں پر آپ فائز رہے ان میں قائد مجلس نشاط کالونی، ناظم تربیت ضلع لاہور، ناظم اطفال ضلع لاہور، نگران بلاک، ناظم صنعت وتجارت ضلع لاہور اور بوقت شہادت آپ ناظم تربیت برائے نومبائعین ضلع لاہور اور عاملہ کے سینیئر ممبر ہونے کے ناطے سے نگران سیکیورٹی انچارج دارالذکر تھے۔ آپ ایک نڈر اور پُرعزم وجود تھے۔ آپ نے اپنی زیر استعمال 2010ء کی ڈائری کے پہلے صفحہ پر یہ عبارت تحریر کر رکھی تھی۔

''بزدل بار بار مرتے ہیں اور بہادر کو صرف ایک بار موت آتی ہے!''

آپ کی شہادت سے قبل آپ کی ہمشیرہ (حال امریکہ) جب پاکستان تشریف لائیں تو واپس روانگی سے قبل انہوں نے آپ کو اپنی ڈائری دی اور خواہش ظاہر کی آپ اس پر بطور نشانی کچھ لکھ دیں۔ شہید نے اپنی ہمشیرہ کی ڈائری پر تحریر فرمایا ؎

''یہ ادا عشق و وفا کی ہم میں
اک مسیحا کی دعا سے آئی ہے''

یقیناً یہ اس سچے مسیح کی ہی دعا ہے کہ جس کے فیض سے جماعت میں آج بھی آپ جیسے سپوت پیدا ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ ہوتے چلے جائیں گے۔ شہادت سے کچھ ہی دن قبل جب آپ خدمت سلسلہ کے کاموں سے حسب معمول رات گئے گھر پہنچے اور اگلے دن صبح پو پھٹنے سے بہت پہلے دوبارہ بیدار ہو کر کسی کام کے سلسلہ میں تیار ہونے لگے تو آپ کی بیگم صاحبہ نے کہا کہ تھوڑا آرام بھی کر لیا کریں تو آپ نے جواباً کہ: مجھے اس دنیا کے نہیں بلکہ اگلے جہاں کے آرام سے غرض ہے

پس اے امتیاز! تجھے یقیناً امتیاز حاصل ہوا اور وہ آرام بھی کہ جو صرف ایک شہید کے شایان شان ہے۔ خاکسار کو آپ کا دوست ہونے پر فخر ہے۔ فخر ہے اس وجود پر جو خود بھی شہادت کا رتبہ پا گیا اور بفضل خدا اپنی اولاد جو کہ ایک چار سالہ بیٹے اور دو سالہ بیٹی پر مشتمل ہے کو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل کرنے کے سعادت بھی حاصل کر گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اور آپ کے ساتھ شہید ہونے والے تمام شہداء کی اس عظیم قربانی کو قبولیت کا ایسا رنگ عطا فرماوے کہ ہم سب کو حضرت خلیفۃ المسیح کے بابرکت ہاتھوں سے احمدیت کا جھنڈا فتح کے ساتھ غالب ہوتا نظر آوے۔ آپ کی وقف نو اولاد، بیگم صاحبہ، والدین، بھائی بہنوں و دیگر اہل وعیال کو صبر جمیل، استقامت اور حوصلہ عطا فرمائے۔ ان شہادتوں کے نتیجہ میں جاری ہونے والی برکات کا حقیقی وارث خدا تعالیٰ اپنی جناب سے ساری جماعت کو بنائے۔ ہمارے اندر ایمان کی حرارت زیادہ سے زیادہ ہوتی چلی جائے اور خلافت کے بابرکت سائے تلے ہم ہمیشہ راہ راست اور راہ ھدیٰ پر چلنے والے ہوں۔ آمین ثم آمین

مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب ابن حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد

میری امی جان مکرمہ سلیمہ اختر صاحبہ

بیس سال گزرنے کے بعد امی کی یاد میں کچھ لکھنے کا ارادہ کیا تو یوں لگا جیسے کل ہی کی بات ہو۔ امی کا چہرہ، امی کی آواز، سب کچھ تازہ لگتا ہے اور گمان بھی نہیں گزرتا کہ ظاہری نگاہوں سے اب کبھی انہیں دیکھ نہیں پاؤں گا۔ یہی محسوس ہوتا ہے کہ دبے دبے وہ ابھی کہیں سے آنکلیں گی اور مجھے مبشر کہہ کر آواز دیں گی اور یہی وہ آواز ہے جس سے میرے کان شناسا ہیں اور سننے کے منتظر۔ یادیں ہیں کہ اُمڈی چلی آتی ہیں۔ آنسوؤں کی آبشار تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہی۔

دل میں اک درد اٹھا، آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بیٹھے کیا جانئے ہمیں کیا یاد آیا

کہا جاتا ہے کہ ایک کامیاب مرد کے پیچھے ایک عورت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یہ بات امی جان کے معاملہ میں بلاتردید کہی جاسکتی ہے۔ میرے ماں باپ، خُدا اُن سے ہمیشہ راضی رہے، وہ نیک وجود تھے جن کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے۔

''چاہئے کہ بیویوں سے خاوندوں کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے (۔) تم میں سے اچھا ہے وہ جو اپنے اہل کے لیے اچھا ہے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 300)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ نے (۔) معاشرے میں عورت کو ایک مقام دیا ہے اور اگر عورت نیک ہو، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والی ہو، عبادت گزار ہو، بچوں کی نیک تربیت کرنے والی ہو تو اللہ کے رسولؐ نے فرمایا ہے ایسی عورتیں وہ ہیں جن کے قدموں نیچے جنت ہے''

(الفضل انٹرنیشنل یکم جولائی 2005)

میں یقین رکھتا ہوں کہ امی جان اپنے اس مقام کو پہچاننے والی اور اس کی مصداق تھیں۔

میری امی کا نام سلیمہ اختر تھا۔ امی جان کی پیدائش 22 فروری 1935ء کو ہوئی۔ آپ کے والد معروف شاعر احمدیت مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب شادؔ تھے۔

ناناجان کے مختصر کوائف

آپ کا نام محمد ابراہیم اور تخلص شادؔ تھا۔ آپ 4 جنوری 1912ء کو مکرم میاں اللہ دتا صاحب (ابن میاں اللہ جوایا صاحب) ساکن کوٹ رحمت خان چک نمبر 22 ضلع شیخوپورہ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ نے 1926ء میں مڈل پاس کیا۔ بعد ازاں محکمہ امتحانات ''جے۔ وی'' اور ''ایس۔ وی'' بھی پاس کئے۔ مڈل پاس کرنے سے قبل آپ کو احمدیت سے کوئی خاص لگاؤ نہ تھا۔ 1922ء میں آپ کے والد صاحب حلقہ بگوش احمدیت ہوگئے۔ اس موقع پر نانا جان بسلسلہ تعلیم گھر سے باہر تھے۔ اس لئے والد صاحب کی بیعت سے ان پر کوئی خاص اثر مرتب نہیں ہوا۔ آپ نے قرآن کریم دوران پرائمری تعلیم ہی پڑھ لیا تھا۔ پرائمری سکول میں اپنے احمدی استاد مکرم ماسٹر محمد شریف صاحب سکنہ سہارن چٹھہ ضلع گوجرانوالہ کی وجہ سے نماز کی عادت پڑ گئی۔ مڈل پاس کرنے کے بعد جب آپ گھر واپس آئے تو بقول نانا جان گھر کا نقشہ ہی بدل چکا تھا۔ آپ کے والد صاحب نہایت مخلص احمدی تھے اور ناخواندہ ہونے کے باوجود دعوت الی اللہ کا بہت جوش رکھتے تھے۔ انہوں نے نانا جان کو حضرت مسیح موعود کی کتب ''کشتی نوح'' اور اسلامی اصول کی فلاسفی'' پڑھنے کیلئے دیں۔ نانا جان نے اپنے طور پر بھی اور کئی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ اس دوران آپ کو ''الفضل'' اخبار کے مطالعہ کا بھی موقع ملتا رہا یہاں تک کہ 1926ء جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کے موقع پر حضرت مصلح موعود کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے حلقہ بگوشِ احمدیت ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

بے مثال ازدواجی زندگی

امی کا نکاح 3 ستمبر 1953ء کو سیدنا حضرت مصلح موعود نے پڑھا تھا۔ ایک واقفِ زندگی شوہر کے ساتھ واقفِ زندگی بن کر رہیں۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ انہوں نے ابا جان سے کوئی بے جا فرمائش کی ہو۔ واقفین کی اور جماعت کی مالی حالت کا اندازہ ابا جان کے اس بیان سے لگ سکتا ہے۔

نکاح اور پہلی بیٹی کی پیدائش

حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد خود بیان فرماتے ہیں کہ

جب میرے پہلے بچے کی پیدائش کا وقت آیا تو میری مالی حالت نہایت کمزور تھی۔ اس وقت ربوہ میں ایک کچے کوارٹر میں میری رہائش تھی جو ریلوے سٹیشن کے سامنے بنے ہوئے تھے۔ میرا نکاح حضرت مصلح موعود نے پڑھایا تھا۔ ان دِنوں الفضل بند تھا۔ وکالت تبشیر کے تحت ایک سرکلر بغرضِ اطلاع جایا کرتا تھا، اس میں یہ خبر بھی درج کردی گئی۔ خیر ذکر ہوا تھا کہ دو چھوٹے چھوٹے کمرے تھے۔ ایک چھوٹا سا باورچی خانہ، معمولی صحن، مکرم چودھری ظہور احمد صاحب آڈیٹر میرے ہمسایہ تھے۔ سامنے مکرم عبدالرحمٰن شاکر صاحب کا مکان تھا۔ یہ 1955ء کی بات ہے۔ ریلوے سٹیشن بھی ابھی کچا تھا۔ جو معمولی سی تنخواہ ملتی تھی وہ دکاندار محمد بوٹا صاحب کے حوالے گزشتہ ماہ کے قرض کی ادائیگی میں چلی جاتی تھی۔ گھر میں مدت تک گوشت پکنے کا سوال نہیں ہوتا تھا۔ سبزی دال جو ملتی اللہ کا نام لے کر صبر شکر سے گذارا کرلیتے تھے۔ اس وقت میرے ذہن میں یہ سوال بار بار اٹھنے لگا کہ بچے کی پیدائش پر اگر لڑکا ہوا تو دائی 10 روپے اور اگر لڑکی ہوئی تو 5 روپے لے گی۔ میرے پاس نہ تو پانچ روپے ہیں اور نہ دس۔ میں سوچتا رہتا تھا کہ یہ خرچہ کہاں سے پورا ہوگا؟ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت عمومی طور پر ساری جماعت پر تنگی کے یہ حالات تھے۔

خلافت سے عقیدت مندانہ عشق

خلافت کے ساتھ آپ کا تعلق عقیدت مندانہ اور وفادارانہ تھا لیکن شاید یہ فقرہ نامکمل رہے گا اگر یہ نہ لکھوں کہ یہ تعلق عشق سے بڑھا ہوا تھا۔ خلیفہء وقت کے احکامات کی بجاآوری اپنے اوپر فرض کرلیتیں، کوئی بھی تحریک ہوتی، مالی ہو یا کوئی اور، صدقِ دل سے بھرپور انداز میں اس پر لبیک کہنا اپنا فرض اوّلین سمجھتیں۔ غربت اور مالی کشائش نہ ہونے کے باوجود ہر مالی قربانی میں مقدور بھر حصّہ لیا۔

ابا جان بتایا کرتے تھے کہ حضرت مصلح موعود کی زندگی کا آخری خطبہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے پڑھایا۔ اس سے قبل عموماً حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب پڑھاتے تھے۔ امی نے ابا کو بعد میں کہا کہ میں تو سمجھ گئی تھی۔ اس میں خدائی اشارہ ہے کہ اگلے خلیفہ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ہوں گے۔ احمدیت کی صداقت پر سورج کی روشنی سے بڑھ کر یقین تھا۔ یہی بات دودھ میں ہمیں بھی پلائی۔

امی کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں ساگ اور مکئی کی روٹیاں بھجوانے کی سعادت حاصل کرتیں۔

1974ء کی بات ہے۔ میرے ماموں مکرم محمد الیاس عارف صاحب کو 4 جون کو ٹیکسلا میں شہید کردیا گیا۔ وہ دن بھی قیامت کا تھا۔ ہمیں ربوہ میں اطلاع مِلی۔ امی نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ آہ و بُکا کی بھی تو خدا کے حضور۔ حالات خاصے خراب تھے۔ اگلے دن گاؤں سے ہمیں ایک آدمی لینے کے لئے آگیا۔ ابّا جان نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث سے اجازت لے کر ہم سب کو ننھیال چک چھور 117 بھجوادیا جہاں ہم کچھ ماہ رہے۔ پہلے حالات کی خرابی کی بناء پر پھر صمدانی کورٹ اور قومی اسمبلی میں شرکت کی وجہ سے ابا جان ایک سال تک گاؤں باقاعدہ افسوس کے لئے بھی نہ جاسکے۔ امی نے اور نہ ہی ہمارے ننھیال نے کوئی شکوہ کیا کہ مولوی صاحب کیوں نہیں آئے۔ اس لئے کہ انہیں علم تھا کہ ابا نے جماعتی مفاد کو ہمیشہ ذاتی کاموں پر مقدم رکھا ہے۔

میری بڑی ہمشیرہ کے لئے جرمنی سے رشتہ آیا چونکہ بہنوئی پاکستان نہیں آسکتے تھے اس لئے طبعاً امّی کو پریشانی تھی کہ لڑکا بھی نہیں دیکھا اور لڑکی کس طرح جائے گی۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اسی دوران ابا جان کو حضور نے (1985ء میں) لندن بلوا لیا اور پھر آپ جرمنی بھی گئے جہاں لڑکا دیکھ لیا ابا کو تو تسلی ہوگئی مگر امی ابھی متذبذب تھیں۔ اسی دوران میں مَیں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت میں لکھا۔ جواب میں حضور نے فرمایا لڑکی کو جرمنی بھجوانے میں کوئی حرج نہیں۔ اس پر امّی نے فوراً بشاشت کا اظہار کردیا اور پھر میری اس بہن کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ ہم بہن بھائیوں میں صرف یہی ہے جس کی شادی میں خلیفہء وقت نے شرکت فرمائی۔ لندن میں حضور نے ہی رخصتانہ کے انتظامات فرمائے۔ اپنی دعاؤں سے رخصت کیا۔ اور پھر ولیمہ میں بھی ازراہِ نوازش شرکت فرمائی۔ امّی کو حضور کے طفیل یہ موقع بھی مل گیا کہ انگلستان گئیں اور وہاں ابا جان کے ساتھ کچھ مہینے گزارنے کا موقع ملا۔ اس عرصہ کے دوران دونوں میاں بیوی حضرت خلیفۃ المسیح کی براہِ راست شفقتوں کے مورد بنتے رہے۔ ان پاکیزہ اور روح پرور ایام کی یاد ہمیشہ امی کے دِل کو لبھاتی رہی اور وہ اپنی خوش بختی پر نازاں اور فرحاں رہیں۔

نمازوں اور تلاوت میں باقاعدگی

پنجوقتہ نماز اُن کی غذا تھی اور ہمیں پڑھوانے پر

مُصر۔ قرآن مجید سے بے پناہ عشق امی کو قدرت نے ودیعت کر رکھا تھا۔ روزانہ تلاوت ان کا معمول تھا۔ ہمیں روزانہ تلاوت کروانا انہوں نے اپنا فرض سمجھ رکھا تھا۔ دعاؤں میں مصروفیت میں ہی ان کا دل لگتا تھا۔ دعاؤں سے ہماری مدد کرتیں۔ کسی بھی وقت پر مَیں نے انہیں مایوس نہیں دیکھا۔ میرے بزرگ والدین خدا کے حضور جھکتے رہے اور ہمیشہ ہی خدا نے ان کی دعاؤں کی لاج رکھی۔

قناعت

ساری زندگی مجھے یاد نہیں کہ انہوں نے کوئی مطالبہ ابا جان سے کیا ہو۔ جو کچھ ملا اسی میں گزارا کیا۔ یہی عادت انہوں نے ہمیں بھی ڈالی۔ ابا جان سے ہم نے کبھی بھی براہِ راست نہیں مانگا۔ مجھے یاد ہے چھٹی کلاس سے ابا جان کا ماہوار الاؤنس دفتر اصلاح وارشاد یا دفتر خزانہ صدر انجمن سے میں ہی لے کر آتا تھا اور امی کو دے دیتا۔ وہ اس محدود رقم سے سارے ماہ کا خرچ کس طرح کرتیں؟ ساری ذمہ داریوں کی ادائیگی کس طرح ہوتی تھی؟ یہ وہ یا اُن کا خدا جانتا ہے۔ ہمیں تو یہ پتہ ہے کہ خدا کے فضل کا خاص سایہ تھا۔ سفید پوشی کا بھرم انہوں نے قائم رکھا۔ قناعت خود بھی اختیار کی اور ہمیں بھی اس پر کاربند کیا۔ محدود آمدنی اور وسائل میں لباس کا خیال بھی رکھا، مہمان نوازی بھی کی۔

ایک دفعہ ابا جان سے کہا کہ ایک فلاں عالم کی بیوی نے بتایا ہے کہ میرے میاں کو حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب ماہانہ کچھ رقم بھجواتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہے آپ بھی کوشش کر دیکھیں۔ ابا جان نے جواب دیا میں یہ بے غیرتی نہیں کر سکتا۔ میں تو جو کچھ مانگوں گا اپنے خدا سے مانگوں گا۔

ابا جان کا بہت خیال رکھا۔ ابا جان کی دینی ذمہ داریوں کی بجا آوری میں اُن کو گھر کے کام کاج سے بری الذمہ کر رکھا تھا۔ گھر میں کیا پکنا ہے۔ راشن آنا ہے تو کتنا۔ کپڑے، بچوں کی تعلیم کی ذمہ داریاں۔ ان میں براہِ راست پریشان ہونے کی ابا جان کو ضرورت ہی نہیں پڑنے دی۔ وہ کہتی تھیں کہ تمہارے ابا کی جماعتی ذمہ داریاں ایسی ہیں کہ گھریلو پریشانیوں سے انہیں کلیۃً آزاد رہنا چاہیے اور حقیقتاً ایسا ہی انہوں نے کیا۔ مجھے نہیں یاد کہ کبھی ہم نے ابا جان کو اس بارہ میں کچھ عرض کیا ہو۔ کوئی چیز چاہیے ہو، سفر پر جانے کی اجازت درکار ہو، یہ سارا کام امّی ہی کرتی تھیں۔ وہی ابا جان سے پوچھتیں اور ہمارے کام ہو جاتے۔ امی جان کو کبھی کبھار قرض بھی لینا پڑتا جو مجھے یاد ہے شاید دس روپے یا پانچ روپے ہوتا تھا۔ وہ بھی وقت پر ادا کر دیا۔ لیکن سوال کرنے کی عادت تھی اور نہ کبھی کسی کے سامنے ہاتھ پھیلایا۔ جیسا کہ مَیں نے عرض کیا۔ خود بھی قناعت کی اور ہمیں بھی یہی سکھایا۔ کسی کے مال، دولت، وجاہت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔

میں ان کا اکیلا بیٹا تھا جو چار بیٹیوں کے بعد ہوا تھا۔ میرے بعد ایک بہن بھی تھی۔ مجھ سے بہت پیار کیا مگر ہرگز ایسا نہیں کہ مزاج ہی بگڑ جائے۔ گھر کی مالی حالت ایسی تھی کہ نئے کپڑے قسمت سے ہی شاید عید پر نصیب ہوتے۔ دو چار دفعہ تو لنڈے سے کپڑے لے کر پہنا دیئے جو میں نے پہن تو لئے مگر ناک بھوں سکیڑ کر۔ اُس کا حل انہوں نے یہ نکالا کہ مستعمل کپڑوں کو کاٹ کر میرے سائز کے مطابق سی دیا۔ چمڑے کے بوٹ مجھے ایف ایس سی کے بعد نصیب ہوئے۔ پلاسٹک کے جوتے نئے نئے آئے تھے، چونکہ سستے تھے تو خرید لئے۔ خود اچھی سلائی کر لیتی تھیں۔ ہم بہن بھائیوں اور ابا جان کے کپڑے وہی سی لیا کرتیں۔ درزی سے سلوانے کا تو ذکر ہی نہیں۔ انہی کے ہاتھوں کے بُنے ہوئے سویٹر ہوتے جو ہم زیب تن کرتے۔ لندن گئیں تو وہاں بھی خواتین کے کپڑے سی دیئے۔ ذہن کے کسی حصہ میں نہیں آیا کہ کتنے بڑے عالم کی بیوی ہوں۔

ذیلی تنظیم میں خدمات

امی صرف مڈل پاس تھیں مگر خط خوبصورت تھا۔ لجنہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتیں۔

حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب کی اہلیہ مکرمہ سرور سلطانہ صاحبہ ہمارے حلقہ کی صدر لجنہ تھیں۔ امی جان اپنے گروپ کی گروپ لیڈر تھیں۔ سیکرٹری خدمتِ خلق بھی رہیں۔ لجنہ کے کاموں میں ہمارا محلّہ بہت فعال تھا۔ ہفتہ وار اجلاسات، مینا بازار، صنعتی نمائش، علمی مقابلے۔ ان کی روحِ رواں ہماری امّی ہی ہوتی تھیں۔ مینا بازار کے لئے چیزوں کی تیاری خصوصاً چنے کی چاٹ کی تیاری تو دو دن پہلے سے ہی شروع ہو جاتی۔ پھر حلقہ میں شادیوں اور غموں کے موقع پر سب سے پہلے پہنچ کر انتظامات کی سرانجام دہی کرتیں۔ لجنہ نوازیوں کی وجہ سے بھی ہمارے گھر میں خواتین کا آنا جانا لگا رہتا۔ ہر ماہ کے آخر پر ساری کارگزاری کی تفصیلی رپورٹ صدر لجنہ کو لکھتیں۔ ہر دفعہ ہی ان کا گروپ پہلی تین پوزیشنوں میں ہوتا تھا۔

مجھے یاد ہے کہ 1971ء کی جنگ میں لجنہ مرکزیہ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشاد پر پاکستانی فوج کے لئے صدریاں سینے کی ذمہ داری اٹھائی۔ اس ارشاد کو نہایت ذمہ داری سے لجنہ نے نبھایا۔ ہمارے گھر میں ایک طرف تو صدریاں امّی خود سیتیں اور دوسری طرف حلقہ سے اکٹھا کر کے مرکز بھجواتیں۔

شجاعت

پچاس کی دہائی میں دارالنصر ربوہ ایک بیابان ہی تھا۔ یہاں چند گھر تھے ربوہ کے آخری حصہ پر۔ ابا جان دورہ پر چلے جاتے تو پیچھے امی میری کم عمر بہنوں کے ساتھ دلیری کے ساتھ رہتیں بلکہ ربوہ موجودگی میں بھی ابا جان صبح کے وقت دفتر خلافت لائبریری (نزد بیت مبارک) آتے، رات گئے ہی لوٹتے تھے۔

1974ء کے ایام بھی مجھے یاد ہیں۔ فیڈرل سکیورٹی فورس نے خلافت لائبریری کو گھیرے میں لے لیا۔ صدر انجمن احمدیہ کے عقبی میدان کی دیواریں نہیں تھیں اور لائبریری سے کوارٹرز نظر آتے تھے۔ امی ایک بہادر مرد کی طرح گھروں میں تسلی دینے نکل پڑیں۔ سب کی ہمت بندھائی اور صبر کی تلقین کی۔ گھروں میں لجنہ کی ہدایات پہنچانا اور ان پر عمل درآمد کروانے کے لئے نہایت مستعد ہوتیں۔

سادگی

میری امی بہت سادہ تھیں بلکہ سادہ تر تھیں مگر اس سادگی میں بھی ایک وقار تھا۔ کبھی کسی سے مرعوب نہیں ہوئیں۔ عورتوں میں بات بڑھانے کا ملکہ ہوتا ہے مگر امی نے کبھی شیخی نہیں بگھاری۔ نہ ہی اپنی کمزور حالت کا رونا رویا۔ جو بھی موجود تھا، اُسی کو کافی سمجھ کر خدا کا شکر ادا کیا۔ صاف لباس، صاف گھر، صاف دل۔ خرچ کے معاملہ میں احتیاط پسند تھیں۔ فضول خرچی کا تو کوئی موقع تھا نہ محل۔

کوارٹروں کے ابتدائی ایام بھی نظروں کے سامنے ہیں۔ واٹر سپلائی تھی نہ سوئی گیس۔ نلکا تھا تو سہی مگر نمکین پانی ہونے کی وجہ سے اکثر اس کا فلٹر بلاک ہو جاتا۔ جب گولبازار والی ٹینکی بنی تو ہم بالٹیوں میں پانی وہاں سے بھر لاتے۔ چولہے کے لئے پھلچی نامی جھاڑی پٹھانوں سے خریدی جاتی۔ امی چولہے کو لیپ کرتی رہتیں۔ اسی چولہے پر صبح صبح پراٹھا چائے کے ساتھ بنا کر ہم بچوں کو دے دیتیں۔ اس سادہ ناشتہ میں کتنا مزہ تھا، بیان نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے سب کپڑے وہی سیتی تھیں۔ خدا تعالیٰ نے مہارت دی ہوئی تھی۔ سردیوں سے پہلے لحافوں کو اُدھیڑ کر اس کی روئی کو دھنوایا جاتا۔ اور پھر مشین سے آنے کے بعد گھر پر ہی امی اسے نگندوایا کرتیں۔

رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک

رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک امّی کی طبیعت کا جزو لاینفک تھا۔ امی کی شادی سے لے کر وفات تک ہمارا گھر ہمارے رشتہ داروں کی آماجگاہ رہا۔ یہ رشتہ دار ہمارے ننھیال کے بھی ہوتے تھے اور ددھیال کے بھی۔ ابا جان تو اپنی مصروفیات کی بناء پر کہیں آتے جاتے نہیں تھے۔ چنانچہ خوشی غمی وغیرہ کی تقریبات اور دیگر رشتہ داریاں نباہنا امّی نے اپنے فرائض میں داخل کر لیا تھا۔ ہمارے دُودھیال میں بہت سے عزیز ابھی بھی غیر احمدی ہیں۔ اُن سے میل ملاقات ایسی تھی کہ وہ اب بھی امی کو یاد رکھتے ہیں۔

مجھے یاد ہے میرے ماموں مکرم ناصر احمد ظفر صاحب ریلوے کنڈکٹر گارڈ خانیوال سے سرگودھا سُپر ایکسپریس پر خدمات بجالاتے تھے۔ جس دن اُن کی ڈیوٹی ہوتی اور ان کا ربوہ سے گزر ہونا ہوتا تو امّی اُن کے لیے خاص طور پر کھانا تیار کرتیں جو نہ صرف اُن کے لیے بلکہ اُن کے ساتھیوں کے لیے بھی کافی ہوتا۔ کھانا تیار کر کے پھر اُسے ربوہ ریلوے سٹیشن پہنچانے کی ذمہ داری میری یا میری بہنوں کے سپرد کرتیں۔ دوپہر کا وقت ہوتا یا شام کا، یہ طریق جاری رہتا۔ امّی کھانے کے لیے خاص اہتمام کرتیں اور اس خدمت گزاری پر راحت محسوس کرتیں۔

ہمارا گھر، سب کا گھر

ربوہ تعلیم کا مرکز تھا۔ اس لئے ہمارے بہت سے عزیزوں نے ہمارے ہاں رہ کر تعلیم پائی۔ محدود وسائل کے باوجود امّی کی زبان پر کبھی شکوہ نہیں آیا۔ ہم بہن بھائیوں کی طرح ہی بلکہ بعض اوقات ان سے بہتر سلوک ہوتا۔ پہلے ہمارے چچا مکرم محمد صادق ظفر صاحب اور پھر ماموں مکرم ناصر احمد ظفر صاحب ہمارے پاس رہے۔ ماموں محمد ادریس عابد صاحب، خالہ، ماموں اور پھوپھی زاد کا رہنا تو ہماری ہوش کی بات ہے۔ خدا تعالیٰ نے بے انتہا برکت عطا کی ہوئی تھی۔ اب سوچتے ہیں کہ کبھی تنگی کا احساس ہی نہیں ہوتا تھا۔ امّی نے گھرداری بفضل اللہ تعالیٰ اس طرح سنبھالی ہوئی تھی کہ تھوڑا بھی بہت محسوس ہوتا تھا۔

مہمان نوازی

مہمان نوازی امّی کی فطرتِ ثانیہ تھی۔ ابا جان کی وجہ سے اور پھر ربوہ کا پرانا ماحول ایسا خوبصورت تھا کہ آنا جانا لگا رہتا۔ مہمانوں کی کثرت دیکھ کر کبھی بھی گھبراتے ہم نے نہیں دیکھا۔ ابّا جان کی عادت تھی کہ کوئی بھی آئے تو مشروب پیش کرنا ضروری سمجھتے۔ بعض اوقات تو ابھی دروازے پر دستک ہوتی تو شربت یا چائے لانے کا حکم صادر ہو جاتا۔ ہم مذاق میں کہتے کہ مہمان کو آ تو لینے دیں۔ یہی حال امی کا تھا۔ ادھر مہمان آیا اُدھر مہمان نوازی شروع۔ جو بھی حاضر ہوتا، بے تکلفی سے پیش کر دیا جاتا۔ ہمارے گھر میں دعوتوں کا موسم بھی عام تھا۔ سادگی کے ساتھ کھانا مہمان کے آگے رکھ دیا جاتا لیکن اس اعتبار سے خیال رہتا کہ

مہمان کی عزت افزائی میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔

جلسہ سالانہ کے ایام

جلسہ سالانہ کے ایّام سے قبل تو امی خاص طور پر مصروف ہوجاتیں اور مسیح پاک کے مہمانوں کیلئے چیزوں کی تیاری شروع کردیتیں۔ان دنوں میں بلا مبالغہ ہمارا کوئی بھی کمرہ بلکہ باورچی خانہ بھی مہمانوں سے خالی نہ ہوتا تھا۔صحن میں ایک چھولداری بھی لگوالی جاتی۔لنگرخانہ سے کھانا تو آتا تھا مگر بیماروں کے لئے اور اس کے علاوہ مہمانوں کے مزاج کے مطابق کھانے کا خاص اہتمام کرتیں۔ چائے کا تو ذکر ہی نہیں ، وہ تو ہر وقت تیار رہتی تھی۔مہمانوں کے آرام و آسائش کا حتی المقدور خیال رکھتیں۔مَیں نے کبھی کسی مہمان سے امی کو ناراض ہوتے نہیں دیکھا۔مہمان ہمارے گھر سے خوش ہی جاتے اور مدتوں امی کو یاد رکھتے۔اب بھی اُن میں سے کوئی مِل جائے تو اپنے نیک جذبات کا اظہار کئے بغیر نہیں رہتا۔

مریضوں کی عیادت

مریضوں کی عیادت تو شاید اُن پر فرض تھی۔ محلّہ میں، محلّہ کے باہر، ربوہ میں ، ربوہ سے باہر عزیزوں کے بیمار ہونے کی خبر پتہ چلتی تو بیمار پُرسی کے لئے پہنچ جاتیں۔ یہ لکھنے کی حاجت نہیں کہ ربوہ کے پرانے باسی جانتے ہیں کہ ذرائع آمدورفت نہ ہونے کی وجہ سے ربوہ میں یہ سفر اکثر پیدل ہی کرنا پڑتا تھا ۔امی یہ کوفت مسرت سے برداشت کرتیں اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی طلب گار ہوتیں۔

عزیز داری

عزیزوں کی خدمت نہایت عاجزی اور انکساری کے ساتھ کرتیں۔ ہماری خالہ کے ہاں پیدائش متوقع تھی۔ ان کی تشویشناک صحت کے پیشِ نظر اُن کے پاس لاہور جا کر رہیں۔ ہمارے ممانی اہلیہ مکرم محمد الیاس عارف صاحب شہید کے ہاں ماموں کی شہادت کے بعد پیدائش متوقع تھی۔ تو ممانی کو اپنے پاس ربوہ لے آئیں۔ سارے مراحل یہاں طے کروائے اور بچے کی دیکھ بھال اور کپڑوں کی تیاری شوق سے کی۔ اسی طرح قادیان سے چچا مکرم خورشید احمد صاحب انور تشریف لائے تو ان کی بیٹی کی پیدائش پر حتی المقدور خدمت کی۔ ہماری چچی اُن کی نیک یادوں کو اب بھی دل میں بسائے ہوئے ہیں۔

امی شادی کے بعد سٹیشن کے سامنے کچے کوارٹرز اور پھر ’’ج محلّہ‘‘ (دارالنصر) میں ہمارے دادا کے گھر میں رہیں۔ وہاں کے ہمسائیوں سے سلوک دینی تعلیمات کے مطابق تھا۔ ربوہ کا وہ ماحول کتنا خوبصورت تھا، کتنا حسین تھا۔ ہر ہمسایہ اپنا ہی تھا۔ان میں اتنی اپنائیت تھی کہ ذکر ہی کیا۔

اس اعتبار سے ہمارے ماموؤں، خالاؤں، چچاؤں کی بھاری تعداد بن گئی تھی ۔مثلاً خالہ نصیر، خالہ رفیعہ، ماموں مجید، وغیرہ وغیرہ۔ وہ تو ایک عرصہ بعد پتہ چلا کہ یہ سب رشتے ’’اعزازی‘‘ ہیں ۔ پرانے ہمسائے گھر آتے یا راہ چلتے مل جاتے تو امی کا حال دیکھنے والا ہوتا۔بَس نہیں چلتا تھا کہ ان کی خدمت کا حق کیسے ادا کریں۔

احسان مندی کا جذبہ

احسان مندی کا جذبہ بہت تھا۔جس کِسی نے بھی اُن سے ادنیٰ سا خیر بھی کیا، اُن کا تذکرہ ممنونیت کے ساتھ کرتیں۔شروع سے خود کام کیا۔ کبھی کبھار گاؤں کی کوئی عورت آجاتی اور کام کرنے کی خواہش کرتی تو بھی مہمان سمجھ کر خدمت کرتیں۔

اپنے معمورالاوقات خاوند کی خدمت و وفاداری

ہمارے بزرگ والدین کو خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے کے لئے ہی بنایا تھا۔ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھنے والے،ایک دوسرے کا احترام کرنے والے۔میری بہنوں کے رشتے آئے تو سب سے پہلے اس بات کو دیکھا جاتا کہ جماعتی طور پر کیسا ہے؟ پھر باقی باتوں کی طرف دھیان دیا جاتا۔ ابّا جان امّی کی رائے کو اہمیت دیتے لیکن اگر ابا جان نے کوئی فیصلہ کرلیا تو پھر امی بھی سر جھکا دیتیں۔

مَیں نے اپنی ہوش میں اپنے والدین کو لڑتے نہیں دیکھا نہ بلند آواز میں آوازہ کستے۔تنہائی میں کبھی اختلاف کا اظہار کر لیتے ہوں تو پتہ نہیں ورنہ حقیقت وہی تھی جو بیان کی گئی ہے۔کبھی ابا جان کے مزاج کے خلاف کوئی بات ہوجاتی اور ابّا جان ایک آدھ فقرے میں اپنی ناراضگی کا اظہار کردیتے تو کبھی امی نے آگے سے جواب نہیں دیا۔خاموش ہوجاتیں اور پھر موقع کے مطابق بعد میں صورتحال کی وضاحت کردیتیں۔ دونوں خدا کے فضل کے ساتھ ہم آہنگ تھے۔

ابا جان کے اوقات کا بہت خیال کرتیں۔صبح فجر کی نماز سے قبل ہی ساری exercise شروع ہوجاتی۔ابا جان نماز فجر اور سَیر کے بعد گھر آتے۔ تلاوت کرتے اور پھر غسل اور ناشتہ کرتے اور اس طرح دفتر کے لئے تیاری ہوجاتی۔

ابا جان کے لئے کپڑوں کی تیاری، ناشتہ، کھانا، آرام غرضیکہ ہر کام ایک نظام الاوقات کے مطابق چلا کرتا۔امّی نے اپنے آپ کو اس کام میں اس طرح پیوست کر رکھا تھا کہ شاید ہی کوئی دقّت ابا جان کو ہوئی ہو۔ابّا کو جماعتی اسفار پر بھی جانا پڑتا۔ ان میں بیرونی ممالک کے سفر بھی ہوتے تھے۔

اُن کی ساری تیاری خود کرتیں۔ ہر چیز کو سلیقے کے ساتھ اس طرح رکھتیں کہ ابا جان کو مشکل پیش نہ آئے۔ کپڑے، جراب، بنیان، کنگھی، پگڑی، صابن غرضیکہ ہر چیز تیار ہوتی یہاں تک کہ شلوار میں آزار بند بھی ڈال کردیتیں۔

بجلی کی استری تو تھی نہیں۔ نہ ہی سوئی گیس ہوا کرتی تھی۔کوئلوں والی استری کے ذریعہ ابا جان کے کپڑے وقت پر استری کرتیں۔اور دیگر تیاری کرتیں۔ سردی کے موسم کے لئے پانی لکڑیوں کے ذریعہ گرم کرکے غسلخانہ میں رکھتیں، ابا جان کا ناشتہ بھی لگا بندھا ہوتا تھا، انڈا اور چائے۔ وہی تیار کرنا ہوتا تھا۔اس کے لئے رات کو ہی اس بات کی تسلی کرلیتیں کہ مطلوبہ اشیاء موجود ہیں۔غسلخانہ میں صابن، تولیہ، کنگھی اور کپڑوں وغیرہ کی فراہمی اس طرح ہوتی کہ ابا جان کو ان چیزوں کے لئے نہ تو کہنا پڑتا نہ ہی وقت کا ضیاع ہوتا۔

ہاں یاد آیا۔ دفتری بجٹ تو تھا ہی نہیں۔ دس گیارہ بجے ابا کو دفتر میں چائے وغیرہ یا دودھ بھجوانا بھی التزام سے کرتیں۔ دوپہر کے وقت کھانے کا خاص اہتمام کیونکہ ابا جان مرچ زیادہ نہیں کھاتے تھے۔ جب بھی ابّا آئیں، انہیں توّے پر گرم روٹی پکا کردینا۔ رات کو ابا جان بہت دیر سے دفتر سے لوٹتے تھے۔ رات کے بارہ ایک تو معمول کی بات تھی۔ اُس وقت اٹھ کر ابا جان کو چائے یا دودھ وغیرہ پیش کرنا یا طبیعت کے لحاظ سے اُس وقت کسی اور چیز کا بنا کردینا اور پھر چند گھنٹے کے بعد دوبارہ اٹھ کر وہی معمول۔ سردی ہو یا گرمی، ابا جان پانی گرم پیتے تھے لہٰذا اس کا خاص خیال رکھتیں۔ یہ سب کچھ لکھ دینا نہایت آسان ہے مگر آج بھی سوچتا ہوں تو لرز اٹھتا ہوں کہ اپنے عظیم خاوند کے اوقات کی قدر کرنا اور انہیں گھریلو پریشانیوں سے کامل طور پر دور رکھنا ،ایک جہدِ مسلسل تھا جو امی جان کی زندگی کا بہت بڑا خاصہ تھا۔ یوں لگتا تھا کہ اُنہیں کسی اور کی کوئی پروا نہیں۔ دُھن ہے تو بس یہی کہ اپنے واقفِ زندگی شوہر کا لمحہ لمحہ دین کی خدمت میں صَرف ہو۔

ابا جان دوپہر کو گھر آتے تو گویا کرفیو لگ جاتا۔ امّی کی نصیحت تھی کہ وہ تھکے ماندے گھر کو آئے ہیں اور پھر دوبارہ بھی دفتر جانا ہے اس لئے ان کے آرام میں کوئی مخل نہ ہو۔ہمیں شور تو کُجا ہلکی آواز سے بات کرنا بھی دوبھر ہوتا۔شروع شروع میں ہمارے گھر میں ایک ہی سیلنگ فین تھا (جو پتہ نہیں ابا جان نے کس طرح مشقت اٹھا کر میری پیدائش پر لگوایا تھا۔) اور یہ حالت 1980ء تک قائم رہی۔ اس لئے مجبوری تھی کہ ایک ہی کمرے میں ہمیں آڑے ترچھے تین چار چارپائیوں پر لیٹنا ہوتا تھا۔ محسوس تو ہوتا تھا مگر ابّا جان کی خاطر اُمّی کے حُکم کی تعمیل کرنا ہی پڑتی تھی۔

ایک دوسرے کا لباس

قرآن کریم نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے۔ آج جب یہ دونوں جہانِ جاودانی میں جا چکے ہیں تو دِل بے اختیار یہ گواہی دیتا ہے کہ میرے پیارے والدین اس کے حسین مصداق تھے۔ اور انہوں نے کبھی اپنے لباس کو داغ دار نہیں ہونے دیا۔اپنے شوہر کی اطاعت حکمِ نبوی کے بموجب کی اور ان کو راحت وسکون پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ابّا جان کی برائی کرتے میں نے امی کو نہیں سُنا خواہ کیسے ہی حالات ہوں۔ زندگی کے آخری دنوں میں کبھی کبھار اس خواہش کا محبت بھرا اظہار ضرور کردیتیں کہ تمہارے ابا میرے پاس بیٹھتے تو اچھا لگتا۔لیکن انہیں پتہ تھا کہ ابّا کو سلسلہ کی خدمت مرغوب ہے۔اس لئے کبھی شکوہ نہیں کیا۔1974ء میں فسادات اور قومی اسمبلی میں مصروفیات اور 1984ء میں شرعی عدالت کی بناء پر ابا جان کو مہینوں باہر رہنا پڑا مگر کوئی کلمہ بے صبری کا منہ سے نہیں نکلا۔

ایامِ اسیری میں پیکرِ صبر وتحمل

ابا جان کو تین دفعہ اسیر راہ مولیٰ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ 1982ء میں ابا جان قید ہوئے۔ ایک دن حوالات میں گزارنا پڑا۔ پھر 1988ء میں گوجرانوالہ میں قید ہوئے اور چار دن بعد رہائی ملی۔ 1990ء میں امی بیمار ہی تھیں کہ ابا جان کو دو سال قید با مشقت اور پانچ ہزار روپے جرمانے کی سزا سنا کر سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں پابندِ سلاسل کردیا گیا۔اس خبر نے ان کی بیماری کو اور بھی بڑھا دیا۔لیکن اس کے باوجود صبر وتحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔دعاؤں پر زور دیتی تھیں میں ہر دوسرے تیسرے روز جیل میں ابا جان کو ملنے جاتا۔ واپسی پر ابا جان کا حال پوچھتیں اور اپنی تشویش کا اظہار کرتیں۔ ایک دن کہنے لگیں کہ رات بے چینی میں گزری ہے پتہ نہیں تمہارے ابا فرش پر کس طرح جیل میں سوتے ہوں گے۔ اسیری نے امی کی صحت پر بہت بُرا اثر ڈالا اور ابا جان کی جیل سے رہائی (3 مئی 1990ء) کے چند دن بعد (22 مئی 1990ء) آپ خدا کے حضور حاضر ہوگئیں۔

بچوں کی تعلیم وتربیت

اباجان کی مصروفیات کچھ اس طرح تھیں کہ صبح سے شام بلکہ رات گئے تک دینی کاموں میں مصروف رہتے۔ بلا مبالغہ کئی کئی دن ایسے بھی آتے جب کہ ابا جان کی شکل دیکھنی بھی نصیب نہ ہوتی۔ پھر ربوہ کے باہر دوروں پر جانے کی وجہ (کہ آج کل کی طرح کاروں کا زمانہ تو تھا نہیں۔ٹرینوں

بسوں پر جانا ہوتا اور لاہور کے سفر کے لئے بھی کم از کم تین دن ربوہ سے باہر رہنا پڑتا) ابا جان کی غیر حاضری لمبی ہو جاتی۔ ان کی غیر موجودگی میں ہم بہن بھائیوں کی تربیت اور تعلیم کی ذمہ داریوں کو امی نے احسن طریق پر نبھایا۔ نمازیں، تلاوت سکول کی پڑھائی وغیرہ امی ہی کرواتی تھیں اور اس ضمن میں کبھی کبھار سختی بھی کر لیتیں۔ ہاں یاد آیا ابا جان اگر کبھی ہم سے کسی بات پر خفا ہوتے تو پھر دل گُردے کے ساتھ سفارش بھی امی کو ہی کرنا ہوتی تھی۔ اور اکثر اس میں کامیاب رہتیں۔ قرآن کریم کے حصے، نظمیں وغیرہ یاد کرواتیں۔ چنانچہ آج بھی بہت کچھ یاد ہے۔ یہ سبق یاد آتے ہیں تو زبان امی کے لئے جذبات تشکر سے لبریز ہو جاتی ہے۔ کیسے مبارک وجود تھے جن کی گودوں سے یہ ایمان افروز چشمے ابلتے تھے!!

غرباء سے ہمدردی اور خدمتِ خلق

غرباء سے ہمدردی اور خدمتِ خلق ان کی وہ خوبیاں تھیں جن کی یاد میرے دل میں ابھی بھی تازہ ہے۔ باوجود عُسرت کے، غرباء کی امداد اور دیگر لوگوں کی خدمت کر کے لذّت محسوس کرتیں۔ دل اُن کے لئے کٹ کٹ جاتا تھا۔ پیسے نہ ہوتے تو کھانا پیش کر دیا۔ گندم نکال کر دے دی۔ کپڑے حاضر کر دیئے۔ ایسا بھی ہوا کہ اُن کے لئے کپڑے اپنے ہاتھ سے سی دیتیں۔

نظافت کا خصوصی دھیان

''اَلنَّظَافَةُ مِنَ الْاِیْمَانِ'' کے مطابق صفائی اُن کی عادتِ ثانیہ تھی۔ سارے گھر میں جھاڑو لگانا، اپنے ہاتھوں سے سارے ''ٹبر'' کے کپڑے دھونا۔ پھر کھانا پکانا اور کھلانا، برتنوں کی دُھلائی، بستروں کی ستھرائی وغیرہ، ہر چیز کو ترتیب اور قرینے سے رکھنا کیسے بھلاؤں؟۔

صلح جوئی کی فطرت

امی کی سیرت کا تذکرہ نامکمل رہے گا اگر اُن کی صلح جوئی کا ذکر نہ کروں۔ اپنے بہن بھائیوں میں بڑی تھیں۔ اپنے سسرال میں بڑی بہو تھیں۔ عزت و احترام کا مقام تھا۔ گھروں میں کئی تلخ باتیں ہو جاتی ہیں مگر خدا کی یہ بندی الصلح خیر کا علَم ہی بلند کرتی رہیں۔ اگر کسی نے امی کے بارہ میں ناواجب بات کر بھی دی تو کمال حوصلہ کے ساتھ اُسے صفحۂ دل سے اس طرح مٹا دیا کہ پھر کبھی اس بارہ میں بات نہیں کی۔

ساس اور سسر کی خدمت

اپنی ساس اور سُسر کا خیال رکھا۔ ہمارے دادا مکرم حافظ محمد عبداللہ صاحب کا خاص خیال رکھتیں۔ وہ معلم اصلاح وارشاد کی حیثیت سے مختلف جگہوں پر متعین رہے۔ جب کبھی ربوہ آتے تو حتی الوسع ان کی خدمت کرتے ہم نے انہیں دیکھا۔ دو تین دفعہ تو مجھے یاد ہے دادا جان بیمار ہو کر ہمارے پاس آئے بلکہ اُن کی وفات بھی یہیں ہوئی۔ ان کی خدمت باپ سمجھ کر کی اور کبھی اشارۃً بھی جتلایا نہیں۔ دادا جان بھی امّی کے قدردان تھے اور اپنی دعاؤں سے نوازتے۔

اولاد سے محبت

اپنی اکلوتی نرینہ اولاد سے کسے پیار نہیں ہوتا۔ امی نے مجھے بہت بہت پیار دیا مگر لاڈ کا ایسا مظاہرہ نہیں کیا جو بگاڑ کر رکھ دے۔ اپنی بچیوں سے بھی برابر شفقت کا سلوک کیا۔ اور اس میں کوئی فرق نہیں رکھا۔ امّی کہا کرتی تھیں۔ مَیں تمہیں نیک، لائق، خادمِ دین دیکھنا چاہتی ہوں۔

بچپن میں مَیں ایک دفعہ بیمار ہو گیا۔ اتنا بیمار کہ زندگی داؤ پر لگ گئی۔ میرے والدین نے حضور کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا۔ اکلوتا فرزند ہونے کی وجہ سے تشویش تو تھی مگر مایوسی نہیں۔ خدا نے تضرعات کو سُنا اور مجھے نئی زندگی عطا کی۔

کبھی کبھی امّی مجھ سے ناراض ہوتیں تو صرف اتنا کہتیں کہ مبشر تمہیں پتا نہیں کہ میں نے خدا سے کتنی دعائیں مانگ مانگ کر تمہیں لیا ہے!۔ میرا رات کو باہر زیادہ دیر تک رہنا امی کو منظور نہیں تھا۔ لیکن جماعتی کاموں کے لئے اس کی کوئی قید نہیں تھی۔ امّی کی تسلی کے لئے یہی بتانا کافی تھا کہ فلاں جگہ مصروفیت تھی۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشاد پر خاکسار پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں داخل ہوا تو پھر میرے ڈاکٹر بننے کی آرزوؤں کے دِل میں مچلنے لگی۔ مَیں روزانہ ربوہ سے فیصل آباد جاتا کیونکہ ابا جان کے دوروں کی وجہ سے گھر کے کام کاج مجھے سرانجام دینا ہوتے تھے۔ میرے لئے انہوں نے بہت دعائیں کیں۔ مجھے ابھی تک یاد ہے مشکل پڑھائی کی وجہ سے جب میں دل چھوڑ دیتا تو وہ میری ہمت بندھاتیں اور دعاؤں سے سہارا دیتیں۔ بلکہ میرے دوستوں کو گھر بُلا کر مجھے پڑھانے کا کہتیں اور اپنے دستور کے مطابق اُن کے خورونوش کا بھرپور بندوبست کرتیں۔ جب میں ڈاکٹر بن گیا تو اُن ایام میں امی اپنی آخری بیماری میں تھیں۔ ملنے والوں سے کہتیں کہ پتہ نہیں میرا مبشر ہسپتال میں کیسا لگتا ہوگا۔ انہیں بڑی حسرت تھی کہ مجھے ہسپتال میں کام کرتا دیکھیں مگر موت نے انہیں اس کی مہلت نہ دی۔

وفات کا دن

امی کی وفات کا دن میں کبھی بھُلا نہیں سکوں گا۔ امی بیمار تو تھیں مگر بخدا کبھی وہم بھی نہیں گزرا تھا کہ میری یہ دعا گو اور محبوب والدہ اتنی جلدی ہمیں چھوڑ جائیں گی۔ 22 مئی 1990ء کا دن عام دنوں کی طرح ہی طلوع ہوا تھا۔ ابا جان دفتر میں تھے اور میں ہسپتال ڈیوٹی پر گیا ہوا تھا کہ اچانک ان کی طبیعت بگڑنے کی اطلاع ملی۔ گھر آیا تو دیکھا جان کنی کی حالت میں تھیں۔ آنکھیں کھلی ہوئیں شاید کسی کی منتظر ہوں۔ مَیں حاضر ہوا تو میرے چہرے پر نگاہ ڈالی اور پھر آنکھیں موند لیں۔ اُف وہ نظارہ آج بھی میرے دل کی بے قراری کو بڑھا دیتا ہے۔ ہاں وہی نظارہ جو کسی پتّہ کو پانی کر دینے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ حالات کی سنگینی کا ادراک ہونے پر میں دوڑتا ہوا واپس ہسپتال گیا اور برادرم مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب خالد کو گھر آنے کو کہا۔ وہ فوراً میرے ساتھ ہی تشریف لے آئے۔ انہوں نے امّی کو دیکھا اور وہ خبر سنائی جس کے سننے کی ہم میں تاب نہ تھی۔ مگر سچ تھا اور کڑوا سچ۔ وہ جو ہمارے آراموں کا خیال رکھتی تھیں جب اُن کی باری آئی کہ ہم اُن کا کچھ خیال رکھ سکیں تو وہ بے نیاز ہو کر اپنے مولا کے دربار میں حاضر ہو گئیں۔ ان کا معصوم نورانی چہرہ آج بھی میرے سامنے ہے۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ اس دنیا کی مخلوق ہی نہیں۔ آہ مَیں اپنی ماں کی کچھ بھی تو خدمت نہ کر سکا۔

جنازہ اور تدفین

اگلے دن صبح نماز فجر کے بعد بیت المبارک ربوہ میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی جہاں صاحبزادہ صاحب موصوف نے ہی دعا کروائی۔ اس طرح خدا کی امانت خدا کے سپرد ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا اظہارِ تعزیت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے تعزیت کرتے ہوئے اپنے اس کفش بردار (خاکسار) کو ازراہِ نوازش تحریر فرمایا:۔

''آپ کی والدہ صاحبہ کی وفات کا سُن کر بہت افسوس ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو غریقِ رحمت فرمائے اور آپ کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔

آپ کے خطوط سے مرحومہ کی بیماری کی کیفیت کا علم ہوتا رہا اور دعا کی بھی توفیق ملی۔ خدا کی تقدیر غالب آئی۔ اللہ تعالیٰ ان سے رحمت کا سلوک فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ صدمہ کے اس موقع پر میری طرف سے دلی تعزیت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی امان میں رکھے۔ اپنے ابو جان کو میرا بہت بہت محبت بھرا سلام دیں۔''

حضور انور نے میرے والد محترم کو مندرجہ ذیل خط تحریر فرمایا جو آپ کو بہترین خراجِ تحسین ہے۔

''آپ کی اہلیہ محترمہ کی وفات کا بہت افسوس ہے۔ امید ہے آپ کو تعزیت کا خط مل چکا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے رحمت کا سلوک فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔

مرحومہ نے آپ کی خدماتِ دینیہ میں پورا پورا تعاون کیا اور بچوں کی نیک تربیت کر کے اپنے پیچھے اچھی یاد چھوڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور بچوں کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ مرحومہ نے بہت تکلیف پائی اور بیماری کے عرصہ کو صبر سے گزارا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو صبر دے۔ میری طرف سے دلی تعزیت اور تسلی کا پیغام ہے۔ بچوں کو خاص طور پر محبت سے پیش کر دیں۔ عزیزم سلطان کو محبت بھرا سلام دیں۔''

ایک دعا، ایک خواہش

امی کی عمر 55 سال تھی۔ سوچا ہی نہ تھا کہ میری امی اتنی جلدی ہمیں داغِ مفارقت دے جائیں گی۔ اب بھی کبھار خوابوں میں آ جاتی ہیں مگر خوابوں سے دل بھی بہلے ہیں کبھی؟ اُن کی یادیں سج دھج کر سامنے آ موجود ہوتی ہیں تو آنکھوں سے اشکوں کی برسات شروع ہو جاتی ہے۔ آج میرے پیارے والدین جن کو دیکھ کر ہم جیتے تھے اور جن کی دعاؤں اور قربانیوں کے پھل ہم کھا رہے ہیں، بہشتی مقبرہ کی مقدس خاک میں لپٹے ہوئے، اپنے رب کی جنتوں میں بیٹھے ہیں۔ اس امر میں کوئی شک نہیں کہ اُن کا اس سرزمین میں دفن ہونا ان کے نیک انجام کا مظہر ہے۔ جب بھی بہشتی مقبرہ میں حاضری کی سعادت ملتی ہے تو احاطہ خاص کے بعد ان کی آخری آرام گاہوں پر حاضر ہو کر دوسری دعاؤں کے ساتھ یہ ضرور عرض کرتا ہوں

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيْرًا

یہ کیا ہی نیک اور خوش قسمت لوگ تھے جنہوں نے دنیا کو تج کر دینی بادشاہت میں سے حصہ پایا۔ نَوَّرَ اللّٰهُ مَرْقَدَهُمْ۔ اور کیسے ہی اعلیٰ وارفع و مقدس وجود تھے جن کی پیروی سے یہ لوگ کہکشاؤں کے تابندہ ستارے بن گئے۔

ایک خواہش ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ وقت لائے اور اُس دنیا میں میری آنکھ کھلے تو میں اپنے آپ کو اپنے بزرگ والدین کے پہلو میں اور اپنے آقا و مطاع کے قدموں میں حاضر پاؤں۔

مجھے تو دامن رحمت میں ڈھانپ لے یوں ہی
حساب مجھ سے نہ لے، بے حساب جانے دے

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

مکرم طاہر مہدی امتیاز احمد صاحب وڑائچ مینیجر روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے میری بیٹی مکرمہ عطیۃ الودود صاحبہ اہلیہ مکرم وحید احمد وہاب صاحب ابن مکرم نصیر احمد شاد چیمہ صاحب کو مورخہ 16/اکتوبر 2010ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچے کا نام کاشف احمد عطا فرمایا ہے جو وقف نو میں شامل ہے۔ نومولود مکرم چوہدری محمد ابراہیم چیمہ صاحب فیکٹری ایریا ربوہ اور مکرم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب وڑائچ کی نسل سے ہے۔ نومولود کے خادم دین، نیک، صالح اور والدین کیلئے قرۃ العین ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

درخواست دعا

مکرم بشیر احمد سلمان صاحب دارالیمن وسطی حمد ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ خالدہ پروین صاحبہ زوجہ مکرم عبدالکریم شاد صاحب کی انجیو پلاسٹی لندن میں متوقع ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میری والدہ کو کامل شفاء عطا فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم عمران احمد طاہر صاحب طاہر آباد شرقی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے والد محترم رمضان احمد طاہر صاحب احمد شاہی دواخانہ رحمٰن چوک طاہر آباد شرقی ربوہ مورخہ 13/اکتوبر 2010ء کو کافی عرصہ علیل رہنے کے بعد وفات پا گئے وفات کے وقت ان کی عمر 55 سال تھی ان کی نماز جنازہ طاہر آباد کی گراؤنڈ میں مکرم حافظ مبارک احمد صاحب نے بعد نماز عشاء پڑھائی۔ اور تدفین قبرستان عام میں ہوئی قبر تیار ہونے پر مکرم غلام احمد سرور صاحب صدر محلہ طاہر آباد شرقی ربوہ نے دعا کروائی۔ مرحوم نے سوگواران میں بیوہ کے علاوہ 8 بیٹے دو بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ احباب سے ان کی بلندیٔ درجات کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

تقریب آمین

مکرم صلاح الدین صاحب صدر جماعت R-91-A/10 محمود آباد ضلع خانیوال تحریر کرتے ہیں۔

ہماری جماعت R-91-A/10 محمود آباد کے 4 بچوں منصور شہزاد، عمران احمد، مدثر احمد اور مشرف احمد نے قرآن کریم کا مکمل دور رمضان المبارک میں مکمل کیا۔ ان بچوں کو قرآن کریم مکرم عبدالرؤف کاشمیری صاحب معلم وقف جدید نے پڑھایا مورخہ 8 ستمبر 2010ء کو تقریب آمین میں خاکسار اور معلم صاحب نے ان بچوں سے قرآن کریم سنا۔ اس تقریب میں بچوں کے والدین کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو مزید قرآن کریم سیکھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

تقریب آمین

مکرم نذیر احمد صاحب سانول معلم وقف جدید چک نمبر 98 شمالی ضلع سرگودھا تحریر کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے جماعت احمدیہ چک نمبر 98 شمالی ضلع سرگودھا میں مورخہ 20 ستمبر 2010ء کو علی اختر محمود ولد مکرم اختر محمود صاحب بھٹی کی تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔ عزیزم نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک کا پہلا دور مکمل کیا۔ مکرم غلام مصطفیٰ صاحب انسپکٹر تربیت ارشاد وقف جدید نے مختلف مقامات سے قرآن کریم سنا اور دعا کرائی۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ہمیں قرآن کریم پڑھنے پڑھانے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

تصحیح

مورخہ 8/اکتوبر 2010ء کے روزنامہ الفضل کے صفحہ 6 پر مکرم جنرل (ر) ناصر احمد صاحب کی یادیں کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ اس مضمون کی مصنفہ کا نام سلمیٰ منیر باجوہ ہے۔ جبکہ اخبار میں غلطی سے س۔ منیرہ باجوہ شائع ہو گیا ہے۔ احباب درستی فرمالیں۔

داخلہ کمپیوٹر کورس

(مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام مندرجہ ذیل کمپیوٹر کورس کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ داخلہ کے خواہشمند خدام اپنی درخواستیں دفتر خدام الاحمدیہ پاکستان میں جمع کروا دیں۔ داخلہ فارم دفتر سے حاصل کیا جا سکتا ہے اور معلومات کیلئے درج ذیل نمبر 0336-7066496 پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

بیسک کمپیوٹر ٹریننگ کورس

ٹائپنگ، بیسک ایم ایس آفس، ان پیج، انٹرنیٹ

دورانیہ 1 ماہ فیس کورس -/1000 روپے

ایڈوانس کمپیوٹر ٹریننگ کورس

ٹائپنگ، ایڈوانس ایم ایس آفس، ان پیج، انٹرنیٹ

دورانیہ 1 ماہ فیس کورس -/1000 روپے

ویب ڈیزائننگ بیسک کورس

ایچ ٹی ایم ایل، ڈریم ویور، جاوا سکرپٹ، انٹرنیٹ

دورانیہ 1 ماہ فیس کورس -/1500 روپے

(انچارج طاہر کمپیوٹر انسٹیٹیوٹ ایوان محمود ربوہ)

اعلان دارالقضاء

(مکرم محمد عمران بھٹی صاحب ترکہ مکرم محمد سلطان بھٹی صاحب مرحوم)

مکرم محمد عمران بھٹی صاحب نے درخواست دی ہے کہ میرے والد محترم محمد سلطان بھٹی صاحب وفات پا چکے ہیں ان کے نام قطعہ نمبر 2/32/6 دارالعلوم شرقی ربوہ برقبہ 8 مرلہ 22 مربع فٹ منتقل کردہ ہے۔ لہٰذا یہ قطعہ میرے نام منتقل کر دیا جائے۔ دیگر ورثاء کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہے۔

تفصیل ورثاء

(1) مکرمہ نصرت سلطان صاحبہ (بیوہ)
(2) مکرمہ امۃ القدوس صاحبہ (بیٹی)
(3) مکرمہ امۃ الشکور صاحبہ (بیٹی)
(4) مکرمہ ارم بشریٰ صاحبہ (بیٹی)
(5) مکرمہ فاطمہ مبشرہ صاحبہ (بیٹی)
(6) مکرم محمد عمران بھٹی صاحب (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

رپورٹ کارروائی یوم تحریک جدید

مجلس مشاورت کے فیصلہ کی تعمیل میں امراء اضلاع کو سال رواں کا دوسرا یوم تحریک جدید مورخہ یکم اکتوبر 2010ء کو منانے کی تحریک کی گئی تھی اور اس کی کارروائی کی رپورٹ بھجوانے کی درخواست بھی کی گئی تھی۔

آپ سے درخواست ہے کہ براہ مہربانی ''اجلاس یوم تحریک جدید'' کی رپورٹس جلد ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔ اگر کسی وجہ سے کسی جگہ یکم اکتوبر 2010ء کو یوم تحریک جدید نہیں منایا جا سکا تو جماعتی فیصلہ کے تحت اپنی سہولت اور حالات کے مطابق کسی بھی مناسب تاریخ کو ''اجلاس یوم تحریک جدید'' کر کے رپورٹ ارسال فرمائیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

(بقیہ از صفحہ 1 ہفتہ تعلیم القرآن)

☆ دوران ہفتہ ایک اجلاس عام منعقد کرائیں جس میں فضائل و برکات قرآن کا تذکرہ ہو، اس میں ذیلی تنظیموں کے ممبران کو بھی شامل کریں۔ نیز مقابلہ تلاوت، مقابلہ حفظ قرآن اور مقابلہ نظم (از منظوم کلام حضرت مسیح موعود بابت قرآن کریم) کے پروگرام بنائیں۔

دوران ہفتہ فضائل قرآن کے بارے میں درس دیئے جائیں۔

☆ ہفتہ قرآن پر عمل کر کے اس کی رپورٹ ''ماہانہ رپورٹ تعلیم القرآن ماہ نومبر 2010ء'' کے ہمراہ ارسال کریں۔ ماہانہ رپورٹ فارم پر ہفتہ قرآن کی رپورٹ کے کالمز میں اس کی رپورٹ بھیجی جائے۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن و وقف عارضی)

گمشدہ انگوٹھیاں

مکرم عطاء النور صاحب دارالرحمت غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

رحمٰن کالونی سے براستہ اقصیٰ روڈ دارالضیافت جاتے ہوئے دو سونے کی انگوٹھیاں گم ہوگئی ہیں۔ جن صاحب کو ملیں وہ خاکسار کو فون نمبر 03344514037 پر اطلاع کر دیں۔ شکریہ

خالص سونے کے حسین زیورات
منور جیولرز
اقصیٰ روڈ نزد الائیڈ بینک ربوہ
پروپرائٹر: میاں منور احمد قمر
047-6211883
0321-7709883

نئے ذوق اور جدت کے ساتھ
گوندل ڈیکوریٹ ہال اینڈ موبائل کیٹرنگ
خوبصورت انٹیریئر ڈیکوریشن اور لذیذ کھانوں کی لامحدود ورائٹی زبردست ایئر کنڈیشننگ
047-6212758, 0300-7709458
0300-7704354, 0301-7979258
(بکنگ جاری ہے)

سالانہ اجتماع انصاراللہ کا التواء

مجلس انصاراللہ پاکستان کا سالانہ اجتماع مورخہ 31,30,29/اکتوبر 2010ء حکومت کی طرف سے تاحال اجازت نہ ملنے کی وجہ سے ملتوی کیا جاتا ہے۔ ان تاریخوں میں یہ اجتماع نہیں ہو گا۔ ضلعی عہدیداران جملہ مجالس کو یہ اطلاع پہنچا دیں۔ (قائد عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان ربوہ)

درخواست دعا

مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب نائب ناظر ضیافت۔ دارالضیافت ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم سمیع اللہ ضیاء صاحب ایڈووکیٹ آف لاہور بخار کی شدت کی وجہ سے سخت بیمار ہیں۔

اسی طرح خاکسار کے چھوٹے بھائی مکرم ملک پرویز احمد صاحب آف لاہور ایک لمبا عرصہ سے بعارضہ فالج بیمار چلے آرہے ہیں۔ آجکل طبیعت زیادہ خراب ہے۔

نیز خاکسار کی نواسی عزیزی عالیہ ندیم صاحبہ آف راولپنڈی کو کمزوری کی وجہ سے نقاہت ہے۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب بیماروں کو کامل شفاء دے کر صحت وسلامتی کے ساتھ باعمر فرمائے۔ آمین

مکرم عامر ضیاء صاحب نائب صدر جماعت حلقہ ویسٹ کیلگری کینیڈا تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ بشریٰ حلیم صاحبہ سابق صدر لجنہ اماء اللہ بشیر آباد سندھ اہلیہ مکرم ماسٹر عبدالحلیم صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ بشیر آباد سندھ حال مقیم انگلینڈ گزشتہ 5 ماہ سے شدید بیمار ہیں۔ کمزوری اور مرض کی شدت بہت بڑھ چکی ہے۔ جس کی وجہ سے پریشانی بہت زیادہ ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے انہیں شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

مکرم مرزا نصیر احمد صاحب ایڈووکیٹ سپریم کورٹ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کو سانس کی تکلیف ہے نیز ان کی بیٹی مکرمہ عابدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا ناصر احمد صاحب سیکرٹری مال راولپنڈی بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ربوہ میں طلوع وغروب 20۔اکتوبر

طلوع فجر	4:48
طلوع آفتاب	6:13
زوال آفتاب	11:53
غروب آفتاب	5:33

تبدیلی دفتر وکالت وقف نو

وکالت وقف نو کا دفتر بیت الاظہار سے دفاتر تحریک جدید کی بالائی منزل پر جنوب مغربی جانب منتقل ہوگیا ہے۔

فون نمبر: 047-6212614

E-mail:waqfnau.pk@gmail.com

پوسٹل ایڈریس: وکیل وقف نو دفتر تحریک جدید ربوہ

(وکیل وقف نو)

درخواست دعا

محترمہ امۃ اللطیف خورشید صاحبہ سابق ایڈیٹر ماہنامہ مصباح ربوہ حال مقیم کینیڈا اطلاع دیتی ہیں۔

مکرم شیخ خورشید احمد صاحب سابق نائب ایڈیٹر روزنامہ الفضل بعارضہ قلب تشویشناک حالت میں ٹورانٹو کے ایک ہسپتال میں داخل ہیں۔ جسمانی کمزوری بڑھ رہی ہے۔ تمام احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے سلسلہ کے اس مخلص خادم کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

اکسیر بلڈ پریشر
ایک ایسی دوا جس کے دو تین ماہ استعمال سے ہائی بلڈ پریشر اللہ کے فضل سے مکمل طور پر ختم ہوجاتا ہے اور دواؤں کے مستقل استعمال سے جان چھوٹ جاتی ہے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

ہر علاج ناکام ہوجائے تو؟
انشاء اللہ ایڈوانسڈ ہومیوپیتھی سے شفا ممکن ہے
ہومیوڈاکٹر پروفیسر سجاد بانی ایڈوانسڈ ہومیوپیتھی سے علاج کیلئے
رابطہ نمبرز 0334-6372030/047-6214226

FD-10